باب
7

پاکستان کی معاشی ترقّی
(Economic Development of Pakistan)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

1- پاکستان میں معاشی ترقّی کا عشرہ بہ عشرہ جائزہ لے سکیں۔
2- پاکستان میں لیبر فورس کی وضاحت کر سکیں۔
3- پاکستان میں دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کے ذخائر، ان کی معاشی اہمیت اور تقسیم کی وضاحت کر سکیں۔
4- زراعت کی اہمیت اس کے مسائل اور زراعت میں جدّت لانے کے لیے کوششوں کی وضاحت کر سکیں۔
5- پاکستان کے آبی ذرائع اور آب پاشی کے موجودہ نظام کی اہمیت، افادیت اور کارکردگی کو موضوعِ بحث بنا سکیں۔
6- پاکستان میں اہم فصلوں کی پیداوار اور تقسیم، مویشی پالنے اور ماہی گیری سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر سکیں۔
7- صنعتوں کی اہمیت، ان کا محلِ وقوع، گھریلو، چھوٹی اور بھاری صنعتوں کی پیداوار پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
8- پاکستان میں توانائی کے مختلف وسائل کی اہمیت، پیداوار اور کھپت پر بحث کر سکیں۔
9- پاکستان کی بین الاقوامی تجارت اور اس کے معیشت پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
10- پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت بیان کر سکیں۔

پاکستان کی معاشی ترقّی
(Economic Development of Pakistan)

معاشی ترقّی ایک نظر میں:

- گراہم بینک (Graham Bannock) کے الفاظ میں ''معاشی ترقّی، معیشت کی پیداواری صلاحیت میں ایسے لگا تار عمل کا نام ہے کہ جس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہو۔''
- اگر قومی پیداوار حکومت کے معینہ ہدف کے مطابق بڑھتی رہے تو اس سے حکومت اپنے ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں کافی کامیاب رہتی ہے۔ اندرونِ ملک اشیا و خدمات (Goods and Services) کی فراوانی ہوتی ہے، مہنگائی پر کنٹرول رہتا ہے، سرمائے کی گردش میں تیزی آ جاتی ہے، کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، روزگار کے مواقع بڑھتے ہیں، فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے عوام کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ اشیا کی پیدائش کا انداز اور معیار تبدیل ہو جاتا ہے۔
- قومی پیداوار میں کمی کی صورت میں حکومت اور عوام دونوں کے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، مہنگائی میں اضافہ ہو جاتا ہے، زر کی قدر میں کمی آ جاتی ہے اور روزگار کے مواقع میں کوئی بہتری نہیں آتی۔ فی کس آمدنی اور عوام کے معیارِ زندگی میں کوئی اضافہ نہیں

Web version of PCTB
Not for Sale

ہوتا۔خسارا اور قرضہ معیشت کا لازمی حصّہ بن جاتے ہیں، لہٰذا ہم کہ سکتے ہیں کہ غربت اور محرومی کا خاتمہ معاشی ترقّی کی رفتار میں اضافے ہی سے ممکن ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حکومت پاکستان نے معاشی ترقّی کی رفتار کو تیز کرنے اور درپیش رکاوٹوں کو دُور کرنے کے لیے 1952ء میں منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ (Planning and Development Board) اور 1953ء میں منصوبہ بندی کمیشن (Planning Commission) قائم کیا۔

پاکستان میں مختلف عشروں میں ہونے والی معاشی ترقّی
(Economic Development in Pakistan through Decades)

پاکستان کے قیام سے تاحال ہونے والی معاشی ترقّی کو درج ذیل سات عشروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

- پہلا عشرہ : قیامِ پاکستان سے 1958ء تک
- دوسرا عشرہ : 1958ء سے 1968ء تک
- تیسرا عشرہ : 1968ء سے 1978ء تک
- چوتھا عشرہ : 1978ء سے 1988ء تک
- پانچواں عشرہ : 1988ء سے 1998ء تک
- چھٹا عشرہ : 1998ء سے 2008ء تک
- ساتواں عشرہ : 2008ء سے 2018ء تک

پہلا عشرہ: قیامِ پاکستان سے 1958ء تک

- قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے 15- اگست 1947ء کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا اور پاکستان کی تعمیر و ترقّی کے لیے عزم، جوش و جذبے اور یقینِ محکم کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ بد قسمتی سے آپ پاکستان کی زیادہ عرصہ تک خدمت نہ کر سکے اور 11 ستمبر 1948ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی وفات کے بعد لیاقت علی خان نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی لیکن وہ بھی 16- اکتوبر 1951ء کو ہم سے جدا ہو گئے۔ ان کے بعد ملک میں زیادہ تر سیاسی اور معاشی عدم استحکام ہی رہا۔
- پاکستان کو اپنے قیام کے روز ہی سے مہاجرین کی آباد کاری، انتظامی مسائل، حد بندی کے مسائل، مسئلہ کشمیر، ریاستوں کا الحاق، اثاثوں کی تقسیم، دریائی پانی کا مسئلہ، فوجی اثاثوں کی تقسیم اور دیگر معاشی مسائل کا سامنا رہا ہے۔
- جون 1953ء تک زیادہ تر ترقیاتی کام ایک چھے سالہ منصوبے کے تحت انجام دیے گئے، جسے کولمبو پلان (Colombo Plan) کہا جاتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ملک میں انفراسٹرکچر کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی، تاکہ صنعتوں کے قیام کے لیے حالات کو موزوں، مناسب اور سازگار بنایا جاسکے۔ 1955ء سے پانچ سالہ منصوبوں کا سلسلہ شروع کیا گیا، تاکہ ملکی معیشت کو ترقّی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔
- 1955ء میں پہلا پانچ سالہ منصوبہ جاری ہوا، جس کا حجم 10 ارب 80 کروڑ روپے تھا۔ اس منصوبے کے اہم اہداف میں: (i) صنعتی اور غذائی پیداوار میں بالترتیب 9 اور 7 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔ (ii) قومی اور فی کس آمدنی میں بالترتیب 15 اور 7 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔ (iii) 20 لاکھ افراد کے لیے روزگار کی فراہمی کرنا۔ (iv) پرانی سڑکوں کی مرمت اور نئی سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ریلوے کی سہولتوں میں اضافہ کرنا۔ (v) صحت اور تعلیم کی سہولتوں کو بڑھانا۔ (vi) 16 لاکھ ایکڑ قابل کاشت اراضی کو

Web version of PCTB Not for Sale

آب پاشی کی سہولتوں کی فراہمی کا بندوبست کرنا وغیرہ شامل تھے۔

- ملک میں عدم استحکام کی وجہ سے پہلا پانچ سالہ منصوبہ اپنی مدت پوری نہ کر سکا اور 1958ء میں مارشل لا کے نفاذ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا،لیکن اس کے باوجود منصوبے کو جزوی کامیابی ضرور حاصل ہوئی، کیوں کہ اس سے آئندہ کے منصوبوں کے لیے کافی راہنمائی ملی۔
- پہلے عشرے میں خام قومی پیداوار میں اضافہ 3.1 فی صد،قومی آمدنی 11 فی صد،فی کس آمدنی 3 فی صد،زرعی ترقّی 1.6 فی صد اور صنعتی ترقّی میں سالانہ اضافہ کی شرح 7.7 فی صد رہی۔ پہلے عشرہ میں زیادہ تر توجہ صنعتی ترقّی پر مرکوز کی گئی، جب کہ زراعت کو نظر انداز کیا گیا۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> خام قومی پیداوار (جی۔ڈی۔پی) کسی معیشت میں کسی مخصوص عرصہ کے دوران میں پیدا کی جانے والی اشیا و خدمات کے (مارکیٹ قیمت پر) مجموعہ کو کہتے ہیں۔ مخصوص عرصہ سے مراد عام طور پر ایک سال ہوتا ہے۔

دوسرا عشرہ: 1958ء سے 1968ء تک

- معاشی ترقّی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں دوسرا پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا گیا،جس کی مدت 1960ء سے 1965ء تک تھی۔ منصوبے کا ابتدائی تخمینہ 19 ارب روپے تھا، جسے بعد میں بڑھا کر 23 ارب روپے کر دیا گیا۔
- اس منصوبے کے اہم اہداف میں قومی آمدنی کو 42 فی صد،فی صد جب کہ فی کس آمدنی کو 12 فی صد تک بڑھانا۔قومی بچتوں میں 10 فی صد، جب کہ برآمدات میں 30 فی صد اور غذائی پیداوار میں 21 فی صد تک اضافہ کرنا۔اس کے علاوہ اس منصوبے میں صنعتی شعبہ کو ترقّی دینا،زراعت کے روایتی طریقوں کی جگہ جدید طریقوں کو متعارف کرانا،نقل و حمل کے ذرائع کو بہتر بنانا، روزگار کی فراہمی میں اضافہ اور بڑی صنعتوں کی پیداوار کو بڑھانا شامل تھے۔
- قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح 6 فی صد، صنعتی ترقی میں 8 فی صد، برآمدات میں 7 فی صد، جب کہ زرعی شعبہ میں 3 فی صد سالانہ کی شرح سے ترقی ہوئی۔ پاکستان کی معاشی ترقی میں یہ منصوبہ کامیاب تصوّر کیا جاتا ہے۔اس منصوبے کے زیادہ تر اہداف حاصل کر لیے گئے۔
- اس عشرے میں صنعتی شعبے کو ترقّی سے ہم کنار کرنے کے ساتھ ساتھ زرعی ترقّی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی، جس میں اعلیٰ قسم کے بیجوں کی درآمد، کیڑے مار ادویات، جدید زرعی مشینری کا استعمال اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے ذریعے سے وسائل آب پاشی میں اضافہ کرنا شامل تھا۔
- اسی عشرے میں پاکستان اور بھارت کے مابین مشہور "سندھ طاس" معاہدہ 1960ء میں طے ہوا، جس سے وقتی طور پر پانی کی صورتِ حال میں بہتری آئی لیکن آنے والے دنوں میں پاکستانی زراعت پر اس کے بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے۔

زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد

- زرعی ترقّی کے لیے زرعی کالج لائل پور (فیصل آباد) کو زرعی یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔حکومت نے معاشی ترقّی کے لیے زرعی اصلاحات بھی نافذ کیں۔سیم اور تھور کے خاتمے کے لیے کئی منصوبے شروع کیے گئے ،جن میں سیم نالوں کی تعمیر اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب اہم تھے۔
- اس دور میں بہت سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے، جن میں منگلا اور تربیلا ڈیم شامل تھے۔حکومت کے ان اقدامات سے ہزاروں لوگوں کو روزگار ملا اور ان کی معاشی حالت میں بہتری آئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1906ء میں صوبہ پنجاب کے شہرلائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں ''پنجاب زرعی کالج اورادارۂ تحقیق'' (Punjab Agricultural College and Research Institute) قائم کیا گیا، جس کو 1961ء میں اپ گریڈ کرکے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (University of Agriculture Faisalabad) بنادیا گیا۔

- دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی شاندار کامیابی کے بعد تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965ء تا 1970ء) شروع کیا گیا، جس میں صنعتی اور زرعی شعبہ کی ترقّی کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان میں سرمایہ کاری کے مواقع میں اضافہ، بے روزگاری میں کمی لانا اور رہائش، تعلیم اور صحت کی سہولتوں کو بڑھانا شامل تھا۔
- یہ منصوبہ مجموعی طور پر ملک میں معاشی سرگرمیوں میں تیزی لانے میں کافی حد تک کامیاب رہا۔ خام قومی پیداوار میں 6.8 فی صد سالانہ اضافہ ہوا۔ صنعتی ترقّی 9.9 فی صد سالانہ رہی۔ زرعی شعبہ میں ترقّی 5.1 فی صد سالانہ کی شرح سے ہوئی۔ برآمدات کی شرح ترقّی 7 فی صد سالانہ رہی۔ 74 ہزار کلو میٹر نئی سڑکوں کی تعمیر مکمل کی گئی۔ زرعی شعبے میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے اہم فصلوں بالخصوص گندم کی پیداوار میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ کاشت کاروں کی آمدنی بڑھ جانے سے ان کے معیارِ زندگی میں بھی بہتری آئی۔

تیسرا عشرہ: 1968ء سے 1978ء تک

- تیسرے عشرے میں چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970ء تا 1975ء) شروع ہوا جو 1971ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے نامکمل رہا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد ملک کو بے پناہ داخلی، خارجی اور مالی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت کی حکومت نے زرعی اور صنعتی اصلاحات متعارف کروائیں۔
- معاہدہ سندھ طاس کے تحت دو بڑے ڈیم (منگلا اور تربیلا) مکمل ہوئے، رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں، نئے اور پرانے بیراج مکمل کیے گئے، اس طرح آب پاشی کی صورتِ حال میں بہتری آئی۔ حکومت کی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کی پالیسی نے صنعتی ترقّی پر بڑے منفی اثرات مرتب کیے۔ نئی سرمایہ کاری رک گئی اور صنعت کار بددل ہو کر اپنا سرمایہ صنعتوں سے نکالنے لگے۔
- برآمدات میں اضافہ کے لیے روپے کی قدر میں کمی کی گئی۔ خام قومی پیداوار میں 4.8 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہوا۔ صنعتی ترقّی 5.5 فی صد سالانہ رہی۔ زراعت میں ترقّی 2.4 فی صد سالانہ کی شرح سے ہوئی۔ سرمایہ کاری کی شرح 21.8 فی صد سالانہ رہی، جب کہ نجی سرمایہ کاری خام قومی پیداوار کا 4.8 فی صد رہی۔

چوتھا عشرہ: 1978ء سے 1988ء تک

- پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978ء تا 1983ء) شروع کیا گیا۔ اس منصوبے کا حجم 21 ارب دو کروڑ روپے تھا۔ اس دوران میں ناسازگار حالات کے باوجود معاشی ترقی کی شرح 6 فی صد سالانہ رہی۔ صنعتی پیداوار میں 9 فی صد سالانہ اضافہ ہوا اور افراطِ زر صرف 5 فی صد رہ گیا۔ اس منصوبے کے دوران میں دیہی علاقوں کی ترقی پر خاص توجہ دی گئی۔ غریب اور نادار لوگوں کی زکوۃ فنڈ سے مدد کی گئی۔
- منصوبے کی تکمیل کے دوران ہی میں روس نے افغانستان پر حملہ کر دیا، جس سے پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہماری معیشت پر کافی بوجھ بڑھ گیا، لیکن اس عرصے میں پاکستان کو باہر سے کافی امداد بھی ملی جس سے وقتی طور پر ملکی معیشت کو کافی سہارا مل گیا۔

پاکستان میں افغان مہاجرین کی خیمہ بستی کا ایک منظر

اس عرصے میں مختلف شعبوں میں سالانہ شرح ترقّی اس طرح سے رہی، خام قومی پیداوار 7.8 فی صد، زراعت 10.9 فی صد اور صنعت 8.1 فی صد۔ برآمدات خام قومی پیداوار کا 7.9 فی صد رہیں اور 12000 کلومیٹر سے زائد پختہ سڑکوں کی تعمیر مکمل کی گئی۔

- چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (1983 تا 1988) شروع کیا گیا، جس کے اہم اہداف میں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرنا، سائنس اور ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے وظائف کا اجرا، تعلیم اور صحت کے شعبوں کے لیے زیادہ رقوم مختص کرنا، معاشرے کے تمام افراد کے لیے بنیادی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانا اور مستحق افراد کے لیے زکوٰۃ فنڈ کا قیام وغیرہ شامل تھے۔
- اس دوران میں ملک میں سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں متاثر ہوئیں۔ خام قومی پیداوار میں 5.6 فی صد، زراعت میں 5.4 فی صد اور صنعت میں 8.2 فی صد اضافہ ہوا، تعلیم پر خام قومی پیداوار کا 2.4 فی صد خرچ کیا گیا جس سے شرح خواندگی بڑھ کر 33 فی صد ہو گئی۔

پانچواں عشرہ: 1988ء سے 1998ء تک

- 1988 تا 1993ء ساتواں پانچ سالہ منصوبہ پیش کیا گیا۔ منصوبے میں بیرونی قرضوں پر انحصار کرنے کے بجائے خود انحصاری کو ترجیح دی گئی۔ 1993 تا 1998 آٹھواں پنج سالہ منصوبہ پیش کیا گیا۔
- اس دوران میں سالانہ شرح ترقّی کچھ یوں رہی، جی ڈی پی 1.4 فی صد سالانہ، زراعت 6.4 فی صد سالانہ، صنعت 4.0 فی صد سالانہ، سرمایہ کاری (سرکاری شعبہ) 6.1 فی صد سالانہ، سرمایہ کاری (نجی شعبہ) 8.8 فی صد سالانہ جب کہ فی کس آمدنی 438 ڈالر سالانہ ہو گئی۔ یہ عشرہ صنعتی نج کاری کا عشرہ تھا۔ اس عرصے میں غربت میں اضافہ ہوا کیوں کہ حکومت نے سب سڈی دینے کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔ 1998ء میں ایٹمی دھماکے کرنے کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کاری بہت زیادہ متاثر ہوئی۔

چھٹا عشرہ: 1998ء سے 2008ء تک

- اس عشرے کے دوران میں غیر ملکی سرمایہ کاری 6 بلین ڈالر تک جا پہنچی، زرِ مبادلہ کے ذخائر 17 بلین ڈالر سے تجاوز کر گئے، ملکی معیشت میں سالانہ 6.6 فی صد کی شرح سے اضافہ ہوا، فی کس آمدنی لگ بھگ دوگُنا ہو گئی، خام قومی پیداوار میں شرح اضافہ 6.8 فی صد سالانہ رہی، زراعت اور صنعت کی شرح ترقّی بالترتیب 4.1 اور 8.8 فی صد سالانہ رہی۔ برآمدات 17 بلین ڈالر سے تجاوز کر گئیں۔
- اس عشرے کی خاص بات پاکستان کی بین الاقوامی امداد میں اضافہ تھا۔ کئی نئی صنعتیں وجود میں آئیں، جن کا زیادہ تر تعلق صارفین کے استعمال کی اشیا، مثلاً اے سی، کاریں، فریجیں اور بجلی کی اشیا وغیرہ سے تھا۔ اس سے آنے والے دنوں میں بجلی کی طلب اور رسد میں فرق بہت بڑھ گیا۔ ملک بجلی اور گیس کے بحران کی زد میں آ گیا۔

پاکستان میں موٹر کار کی صنعت

ساتواں عشرہ: 2008ء سے 2018ء تک

- اس دور میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ میں اضافہ ہوا اور معاشی ترقّی کی شرح میں وہ اضافہ نہ ہوا، جس کی توقع کی جا رہی تھی۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور وسیلہ حق پروگرام کے ذریعے سے لوگوں کی مدد کی گئی، خواتین کی ترقّی و تحفظ اور کسانوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے اگرچہ متعدد اقدامات کیے گئے، مگر معاشی ترقّی کے اہداف حاصل نہ ہو سکے۔
- اس دوران میں خام ملکی پیداوار (G.D.P) میں سالانہ اضافہ کی شرح تقریباً 4.5 فی صد رہی۔ بین الاقوامی منڈی میں خام تیل کی قیمتیں گرنے سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کئی بار کم ہوئیں، لیکن اس کے ثمرات عام آدمی تک منتقل نہ ہو سکے۔ توانائی کے بحران نے صنعتی عمل کو متاثر کیا، جس سے برآمدات کا حجم سکڑ گیا۔ برآمدات میں کمی اور تجارتی خسارے میں اضافہ ہوا۔ غیر یقینی موسمیاتی صورتِ حال نے بھی زرعی شعبے کو نقصان پہنچایا، کپاس اور چاول سمیت کئی اہم فصلوں کی پیداوار کم ہو گئی۔

Web Version of PCTB Not for Sale

- 2013ء کے انتخابات کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت کے پہلے سال 2013ء میں جی ڈی پی (G.D.P) میں اضافے کی شرح 3.7 فی صد رہی جو 2018ء میں 5.35 فی صد کی سطح پر پہنچ گئی۔ زرعی ترقّی کی شرح 2013ء میں 2.68 فی صد سے بڑھ کر 2018ء میں 3.8 فی صد ہوگئی، صنعتی ترقّی کی رفتار 2013ء میں 4.5 فی صد سے بڑھ کر 2018ء میں 5.8 فی صد ہوگئی۔ اس دوران میں ملک پر اندرونی اور بیرونی قرضوں کا بوجھ بہت بڑھ گیا۔
- 2018ء میں پاکستان میں عام انتخابات کے بعد پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت نے پاکستان کی اقتصادی صورتِ حال کو بہتر بنانے، زراعت کی ترقّی اور عام آدمی کا معیارِ زندگی بہتر کرنے کے کئی منصوبے شروع کیے۔ ان میں نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام، نوجوان ہنرمند پروگرام، صحت انصاف کارڈ، دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی تعمیر، احساس پروگرام اور پلانٹ فار پاکستان کے تحت 10 بلین ٹری (10 Billion Tree) کا منصوبہ وغیرہ شامل ہیں۔ صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت نے بجلی پیدا کرنے والے آزاد اداروں (Independent Power Producers-IPP's) کے ساتھ گزشتہ معاہدوں پر نظرِ ثانی کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔ حتمی معاہدہ ہونے کی صورت میں بجلی کے صارفین کو خاطر خواہ ریلیف ملنے کا امکان ہے۔

زیرِ تعمیر دیامر بھاشا ڈیم کا منظر

افرادی قوت
(Labour Force)

- افرادی قوت (Labour Force) یا ورک فورس (Work Force) سے مراد 16 سال یا اس سے زیادہ عمر کے وہ افراد ہیں جو کمانے کے اہل ہوں۔ ان میں برسرِ روزگار اور بے روزگار دونوں طرح کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ یہ معیشت کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سارے کمانے والے لوگ، تمام بے روزگار، پارٹ ٹائم ورکر اور تنخواہ دار لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو معیشت کو قابلِ فروخت چیزیں یا خدمات (Goods and Services) مہیا کرتے ہیں۔
- حکومتِ پاکستان ہر سال ادارہ شماریات کے ذریعے سے برسرِ روزگار اور بے روزگار افراد کا تخمینہ لگانے کے لیے لیبر فورس سروے کا اہتمام کرتی ہے۔ لیبر فورس سروے کے ذریعے سے اکٹھے کیے گئے اعداد و شمار وفاقی سطح پر عوام الناس کے لیے فلاحی منصوبہ سازی میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً 65.5 ملین افراد کا شمار افرادی قوت میں ہوتا ہے، ان میں سے 61.71 ملین افراد کو روزگار حاصل ہے، جب کہ باقی ماندہ 3.79 ملین افراد بے روزگار ہیں۔

کام میں مصروف افرادی قوت

کیا آپ جانتے ہیں؟

بچے، گھریلو خواتین (جو کوئی ملازمت نہیں کرتیں) اور عمر رسیدہ لوگ افرادی قوت میں شامل نہیں ہوتے۔ خواتین اور بوڑھے افراد گھر اور بچوں کی دیکھ بھال میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

Web version of PCTB not for sale

پاکستان کے اہم دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کے وسائل، معاشی اہمیت اور تقسیم

(Major Metallic and Non- metallic Mineral Resources of Pakistan, their Economic Importance and Distribution in Pakistan)

معدنیات سے مراد زیر زمین موجود دھاتی اور غیر دھاتی اشیا ہیں۔ معدنی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق جتنا زیادہ کوئی ملک معدنی وسائل کی دولت اور پیداوار سے مالا مال ہوگا، اتنا ہی وہ معاشی طور پر زیادہ مضبوط سمجھا جائے گا۔ معدنیات درج ذیل دو اقسام کی ہوتی ہیں:۔

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals)　ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals)

1- خام لوہا (Iron Ore)

پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957ء میں شروع ہوئی۔ کئی مقامات سے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے، جن میں کالاباغ (ضلع میانوالی) کے ذخائر بہت بڑے ہیں، لیکن کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ ڈومل نسار (چترال) کے ذخائر میں اچھی قسم کا خام لوہا دریافت ہوا ہے، لیکن ذرائعِ آمدورفت میں مشکلات کے باعث معاشی لحاظ سے منافع بخش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لنگر یال اور چلغازی (ضلع چاغی) میں بھی خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

2- تانبا اور سونا (Copper and Gold)

تانبے اور سونے کی اہمیت اور افادیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ بلوچستان میں چاغی اور سینڈک میں سونے اور تانبے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں، جو دنیا میں پانچویں بڑے ذخائر ہیں، لیکن انفراسٹرکچر کی کمی، مطلوبہ مشینری کی عدم دستیابی، محدود تجربہ اور ناکافی مالی وسائل ان کے نکالنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

3- مینگانیز (Manganese)

یہ دھات بیٹری سازی، بلب بنانے، رنگ سازی اور سٹیل انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر لسبیلہ اور ضلع چاغی (بلوچستان) میں پائے جاتے ہیں۔

4- باکسائیٹ (Bauxite)

یہ قیمتی دھات ایلومینیم بنانے میں استعمال ہوتی ہے، اس کے ذخائر آزاد کشمیر میں ضلع مظفرآباد اور کوٹلی، پنجاب میں کوہستان نمک کے وسطی علاقوں میں اور بلوچستان کے ضلع لورالائی کے مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

5- کرومائیٹ (Chromite)

یہ دھات سٹین لیس سٹیل بنانے کی صنعتوں کے علاوہ فولاد سازی کی صنعتوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ مزید برآں انجینئرنگ کے آلات بنانے میں بھی کام آتی ہے۔ بلوچستان میں اس کے ذخائر مُسلم باغ، لسبیلہ اور چاغی وغیرہ کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں مالاکنڈ اور مہمند ایجنسی وغیرہ میں بھی اس کے ذخائر موجود ہیں۔

Web version of PCTB
Not for Sale

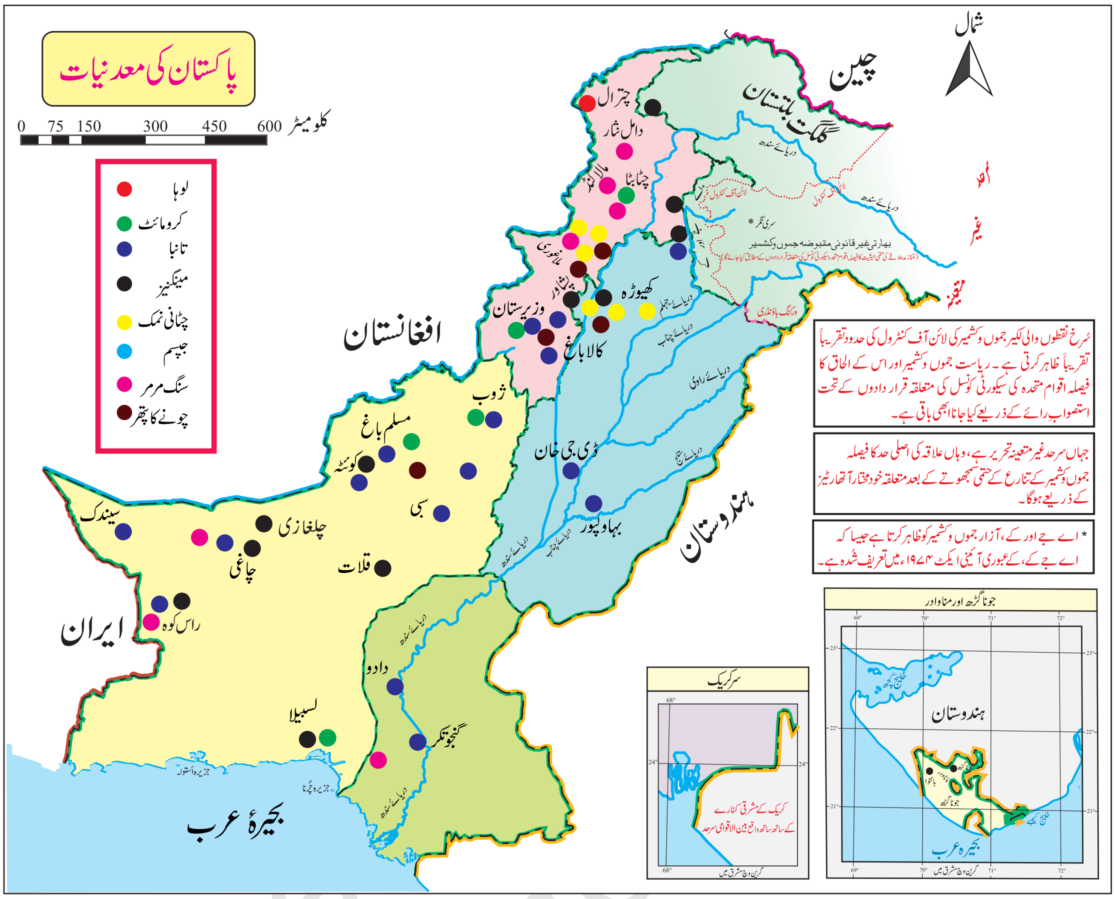

ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

1- کوئلہ (Coal)

یہ توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو حرارت فراہم کرنے کے علاوہ بجلی پیدا کرنے کے بھی کام آتا ہے۔ پاکستان میں قریباً 185 بلین ٹن کوئلے کے ذخائر موجود ہیں۔ اس کی سالانہ پیداوار بہت کم ہے کیوں کہ اس کو زمین سے نکالنے پر بھاری اخراجات خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ پاکستان میں کوئلے کا زیادہ تر استعمال تھرمل بجلی پیدا کرنے، گھروں اور بھٹہ خشت پر اینٹیں پکانے میں ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑوال کی کانوں سے حاصل ہوتا ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ہنگو میں کوئلے کے ذخائر ہیں۔ بلوچستان میں خوست، شارگ، ڈیگاری، شیریں آب، مچھ بولان اور ہرنائی میں کوئلہ کی کانیں ہیں۔ سندھ میں کوئلے کے ذخائر تھر، جمپیر، سارنگ، لاکھڑا جب کہ آزاد کشمیر میں کوئلے کے ذخائر کوٹلی اور ضلع مظفر آباد میں ہیں۔ پاکستان میں کوئلہ کے سب سے بڑے ذخائر تھر (سندھ) میں ہیں۔

2- جپسم (Gypsum)

یہ ایک بہت ہی کار آمد اور مفید پتھر ہے جو صنعت اور زراعت دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زراعت میں اسے سیم وتھور کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کیمیائی کھاد، سیمنٹ، کاغذ اور روغن تیار کرنے کی صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ گلابی اور سفید رنگ کا جپسم

صوبہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خاں، میانوالی اور جہلم سے ملتا ہے۔جپسم کے ذخائر دادو اور سانگھڑ (سندھ)، کوئٹہ اور سبی (بلوچستان) اور کوہاٹ (خیبر پختونخوا) میں بھی پائے جاتے ہیں۔

3- خوردنی نمک (Rock Salt)

نمک انسانی ذائقے کا ایک اہم عنصر ہے جو خوراک کے علاوہ سوڈا ایش، کاسٹک سوڈا، سوڈیم بائی کاربونیٹ، ٹیکسٹائل مل اور چمڑے وغیرہ کی صنعتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان خوردنی نمک کی پیداوار میں خود کفیل ہے، کوہستان نمک (Salt Range) میں پائی جانے والی کھیوڑہ کی نمک کی کان کوالٹی اور ذائقہ کے لحاظ سے دنیا کی چند بڑی کانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ کھیوڑہ کے علاوہ واڑچھا، کالا باغ اور بہادر خیل (میانوالی) میں بھی نمک کی کانیں موجود ہیں۔

4- سنگِ مرمر (Marble)

اسے عمارات کی تزئین و آرائش کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ سنگِ مرمر کے زیادہ تر ذخائر صوبہ خیبر پختونخوا میں صوابی، سوات، جب کہ بلوچستان میں چاغی کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔ آزاد کشمیر کے اضلاع میر پور اور مظفر آباد میں بھی سنگِ مرمر پایا جاتا ہے۔

5- چونے کا پتھر (Lime Stone)

یہ زیادہ تر سیمنٹ بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس کے بڑے ذخائر کوہستان نمک، سطح مرتفع پوٹھوار، داؤد خیل، زندہ پیر اور مارگلہ کی پہاڑیاں ہیں۔ اس کے علاوہ پیر ومغل کوٹ (ڈیرہ اسماعیل خاں) کوہاٹ، نوشہرہ، منگھ پیر، روہڑی (صوبہ سندھ) اور بلوچستان میں ہرنائی کے پہاڑوں سے بھی چونے کا پتھر ملتا ہے۔

6- گندھک (Sulphur)

اس دھات کو زیادہ تر رنگ روغن، کیمیائی کھاد، مصنوعی ریشے اور دھماکہ خیز مواد کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ گندھک زراعت کے شعبے میں سیم وتھور کے خاتمے اور گندھک کا تیزاب بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر بلوچستان کے ضلع چاغی میں پائے جاتے ہیں۔

7- چینی مٹی (China Clay)

یہ چینی مٹی زیادہ تر صنعت میں استعمال کی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ برتن بنانے اور فولاد پگھلانے والی بھٹیوں کے علاوہ تیل صاف کرنے اور سٹیل کے کارخانوں میں استعمال ہوتی ہیں۔

معدنی شعبے کی اہمیت (Importantce of Mineral Sector)

معدنی شعبے کو ترقی دینا انتہائی ضروری ہے کیوں کہ اس سے اندرونِ ملک ملازمت کے مواقع پیدا ہونے کے علاوہ سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے، مقامی صنعت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے مالیات میں اضافہ ہوتا ہے، قومی اور فی کس آمدنی بڑھتی ہے، درآمدات میں کمی اور برآمدات میں اضافہ ہونے سے تجارتی توازن بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے اور کاروباری سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے۔

زراعت کی اہمیت، اس کے مسائل اور زراعت میں جِدّت لانے کے لیے کوششیں

(Importance of Agriculture ,Problems and Efforts to Modernize Agriculture)

- اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بہترین زرخیز زمین، مثالی نہری نظام آب پاشی، پہاڑوں پر ہونے والی برف باری اور بارش، رواں دواں رہنے والے چشمے، ندی نالے اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ گرمی، سردی، بہار اور برسات جیسے خوب صورت موسموں سے بھی نوازا ہے۔

Web version of PCTB Not for Sale

سرسبز کھیتوں کا منظر

افرادی قوت کی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں۔ یہ سب باتیں اس امر کی دلیل ہیں کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار مثالی ہونی چاہیے لیکن بد قسمتی سے ایسا نہیں ہے، کیوں کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار کئی ترقی پذیر ممالک سے بھی کم ہے۔

- زراعت ہماری ملکی معیشت کا ایک اہم ستون ہے۔ ہماری دیہی آبادی کا لگ بھگ 60 فی صد حصّہ بلا واسطہ یا بالواسطہ زرعی شعبے کے ساتھ منسلک ہے۔ ملکی افرادی قوت کا قریباً 45 فی صد زراعت سے وابستہ ہے۔ جی ڈی پی میں زراعت قریباً 19 فی صد حصّہ کے ساتھ نمایاں پوزیشن پر ہے، جب کہ ملکی برآمدات میں زراعت اور اس کی مصنوعات کا حصّہ قریباً 60 فی صد ہے۔
- یہ ایک حقیقت ہے کہ زراعت کو ترقی دیے بغیر ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ اگر زراعت ترقی یافتہ ہوگی تو اس سے قومی آمدنی میں اضافے کے علاوہ زراعت سے وابستہ افراد اور اداروں کی آمدنیوں میں بھی اضافہ ہوگا۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہوگا، جس سے وہ اپنے بچوں کو بہتر تعلیمی، رہائشی اور تفریحی سہولتیں فراہم کرسکیں گے۔ اس کے علاوہ زراعت سے وابستہ صنعت (Agrobased Industry) بھی خوب پھلے پھولے گی۔ روزگار کے زیادہ مواقع میسر آئیں گے۔ زراعت میں سرمایہ کاری بڑھے گی، کاروباری سرگرمیوں میں تیزی آئے گی اور برآمدات میں اضافہ ہونے سے زرِمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہوگا۔

زراعت کے مسائل (Problems in Agriculture)

ملکی زراعت کو اس وقت درج ذیل مسائل کا سامنا ہے، جو پیداوار بڑھانے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں:۔

1- پانی کی کمی اور ناقص نظامِ آب پاشی (Shortage of Water and Inefficient Irrigation System)

نئے ڈیموں کی تعمیر میں غیر ضروری تاخیر سے پانی کی کمی کا مسئلہ کافی سنگین ہو چکا ہے۔ جتنا پانی دریاؤں سے نہروں اور کھالوں میں داخل ہوتا ہے، اس میں سے پانی کا صرف 40 فی صد حصّہ فصلوں کے کام آتا ہے، جب کہ باقی پانی نہروں، کھالوں اور ناہموار کھیتوں میں ضائع ہوجاتا ہے۔ اس وجہ سے نہ صرف مطلوبہ پیداوار نہیں ملتی، بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر آب پاشی کے وسائل میں مناسب اضافہ نہ ہوا اور نظامِ آب پاشی میں سے پانی کا ضیاع اسی طرح جاری رہے تو پانی کی کمی کا مسئلہ بحران کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔

2- کھیتوں کا ناہموار ہونا (Uneven Fields)

ہمارے کھیتوں کی اکثریت ناہموار ہے جن میں نہ صرف زرعی مداخل یعنی پانی، بیج اور کھاد وغیرہ ضائع ہوتے ہیں اور پیداوار کم حاصل ہوتی ہے بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی بتدریج کم ہوتی جارہی ہے۔

3- کھاد، بیج اور ادویات کا مہنگی ہونا (Costly Fertilizer, Seed and Pesticides etc)

بہتر پیداواری بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ جیسی چیزیں نہ صرف بہت مہنگی ہیں، بلکہ فصل کی بوائی کے وقت کاشت کاروں کی ضرورت کے مطابق دستیاب بھی نہیں ہوتیں۔

4- عالمی منڈیوں تک کم رسائی (Inadequate Access to Global Markets)

عالمی منڈیوں تک رسائی کم ہونے سے زرعی برآمدات کی مناسب قیمت نہیں ملتی۔

Web Version of PCTB Not for Sale

5- قانونِ وراثت (Inheritance Law)

قانونِ وراثت کے نتیجے میں کاشت کاروں کے ملکیتی قطعات اراضی تقسیم در تقسیم کے نتیجے میں روز بہ روز چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں، جن پر جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اُٹھانا مشکل ہے۔

6- زیرِ کاشت زمین میں اضافہ نہ ہونا (No Increase in Cultivated Land)

گزشتہ لگ بھگ دو دہائیوں سے ہمارا زیرِ کاشت رقبہ جوں کا توں ہے اور اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا، حالانکہ اس دوران میں آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔اس وقت ملک میں کم و بیش 8 ملین ہیکٹر قابلِ کاشت زمین موجود ہے،لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے اسے کاشت نہیں کیا جا سکتا۔

7- کاشت کاروں کا ناخواندہ ہونا (Illiteracy in Farmers)

کاشت کار ناخواندہ یا کم پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

8- سیم و تھور کا مسئلہ (Waterlogging and Salinity Problem)

ہمارا وسیع رقبہ سیم و تھور کی زد میں ہے،مناسب سدِباب نہ ہونے کی وجہ سے آئندہ سالوں میں مزید بڑھ سکتا ہے۔

9- سٹوریج کی ناکافی سہولتیں (Insufficient Storage Facilities)

سٹوریج کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے بہت سی پیداوار ضائع ہو جاتی ہے۔

10- مسلسل کاشت سے زمینوں کی پیداواری صلاحیت میں کمی
(Decrease in Productivity of Land due to Continuous Cultivation)

بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زمینوں پر مسلسل کاشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔اس کے علاوہ زمینوں میں نامیاتی مادہ (کھاد وغیرہ) بھی کم ہو گیا ہے،جس سے اُن کی پیداواری صلاحیت میں آہستہ آہستہ کمی آ رہی ہے۔

11- کاشت کاروں میں زمین اور پانی کے تجزیے کا رواج نہ ہونا
(Lack of Soil and Water Analysis Practice among Farmers)

ہمارے کاشت کاروں کی اکثریت زمین اور ٹیوب ویلوں کے پانی کے تجزیے کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتی،جس سے نہ صرف ہمارے زرعی وسائل ضائع ہوتے ہیں،بلکہ ان سے بھرپور استفادہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور زمین کی پیداواری صلاحیت میں بھی کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

12- کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں کی کمی
(Lack of Coordination between Farmers and Related Departments)

کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں میں کمی پائی جاتی ہے۔

13- فصلوں کی بیماریاں،سیلاب اور دوسری قدرتی آفات
(Crop Diseases, Floods and other Natural Calamities)

قدرتی آفات،جیسے:فصلوں کی بیماریاں،ٹڈی دل،زلزلے اور سیلاب وغیرہ بعض اوقات ملک کو غذائی بحران سے دوچار کر دیتے ہیں۔

14- قرض کی ناکافی سہولتیں (Inadequate Credit Facilities)

زرعی پسماندگی کی ایک اہم وجہ بروقت مطلوبہ قرضہ کی عدم فراہمی بھی ہے۔کسانوں کو بروقت اور کم شرح سود پر قرض کی فراہمی سے پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔

Web version Not for Sale PCTB

پاکستان کی زراعت میں جدّت (Modernisation in Agriculture)

پاکستان میں زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور ترقّی یافتہ ممالک کے برابر لانے کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:۔

1- پانی کی کمی کو پورا کرنے اور پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لیے نئے ڈیموں کی تعمیر۔
2- زراعت میں جدید مشینری یعنی ٹریکٹر، ڈرل اور کمبائن ہارویسٹر وغیرہ کا استعمال۔

فصل کی کاشت کے لیے ٹریکٹر کا استعمال

گندم کی کٹائی کے لیے کمبائن ہارویسٹر

3- ناہموار کھیتوں کو ہموار بنانے کے لیے لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی (Laser Land Levelling Technology) کا فروغ۔
4- روایتی کھالوں کی بجائے اصلاح کردہ (پختہ) کھالوں سے آب پاشی کرنا۔
5- آب پاشی کے لیے سپرنکلر اور ڈرپ اریگیشن (Sprinkler and Drip Irrigation) جیسے کفایتی اور جدید طریقوں کا استعمال۔
6- کاشت کاروں کی جدید ٹیکنالوجی سے متعلق تربیت۔
7- فصلوں کی پٹڑیوں (کھیلیوں) پر کاشت۔
8- پودوں کی فی ایکڑ تعداد کو پورا رکھنا۔
9- مارکیٹ کی طلب کے مطابق نفع بخش فصلوں کی کاشت۔
10- زرعی قرضہ کے نظام میں بہتری کے لیے ون ونڈو آپریشن (One Window Operation) کا فروغ۔
11- ماہرین کی ہدایات کے مطابق بیجوں کی نئی اقسام، کھاد اور کیڑے مار ادویات کا متناسب استعمال۔
12- جہاں ممکن ہو بہت سے کھالوں کے بجائے ایک ہی کھال سے پورے فارم کی آب پاشی۔
13- بے موسمی پھلوں اور سبزیوں کی کاشت کے لیے ٹنل فارمنگ ٹیکنالوجی (Tunnel Farming Technology) کا استعمال۔
14- زرعی ماہرین کی ہدایات کی روشنی میں زیرِ کاشت رقبہ اور ٹیوب ویلوں کے پانی کا تجزیہ کروانا۔

زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومت کی طرف سے کیے گئے مالی اقدامات

(Financial measures taken by the government to increase agricultural production)

1- زرعی مالکان کو رعایتی قیمت (Subsidy) پر لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی کی فراہمی۔
2- سپرنکلر (آب پاشی بذریعہ پھوار) اور ڈرپ (قطرہ قطرہ آب پاشی) ٹیکنالوجی کی ترویج کے لیے کاشت کاروں کو سب سڈی کی سہولت۔
3- ٹریکٹر کی خریداری کے لیے قرضہ سکیم کا اجرا۔

Web version Not for sale

-4 روایتی آب پاش کھالوں کی پختگی کے لیے تعمیراتی سامان کی مفت فراہمی۔
-5 زرعی اور کمرشل بینکوں کی طرف سے کاشت کاروں کے لیے آسان شرائط پر قرض کی فراہمی۔
-6 وافر مقدار اور کم قیمت پر کھاد کی فراہمی۔
-7 اجناس کی امدادی قیمتوں کا تعین۔
-8 مویشیوں کے لیے اچھی خوراک اور ادویات کی فراہمی۔
-9 لائیوسٹاک سے منسلک افراد کی ضروری ٹریننگ اور گوشت و دیگر متعلقہ اشیا کی برآمد کے لیے سہولتوں کی فراہمی۔
-10 آب پاشی کے وسائل میں اضافہ کے لیے متعدد سکیموں کا اجرا بالخصوص دیا مر بھاشا اور مہمند ڈیم کی تعمیر پر خصوصی توجہ۔
-11 پہاڑی علاقوں میں بارشوں اور ندی نالوں کے پانی کو جمع (سٹور) کرنے کے لیے پختہ تالابوں کی تعمیر۔
-12 بے زمین کاشت کاروں اور دیہی خواتین کی آمدنی میں اضافے کے لیے حکومت کی طرف سے وزیرِ اعظم ایمرجنسی پروگرام کا آغاز۔

پاکستان کے آبی ذرائع اور آب پاشی کا موجودہ نظام
(Water Resources of Pakistan and Existing Irrigation System)

پاکستان کا نظام آب پاشی کئی دریاؤں، آب پاشی اور رابطہ نہروں اور پانی ذخیرہ کرنے والے ڈیموں کے علاوہ لاکھوں ٹیوب ویلوں اور ہزاروں آبپاش کھالوں پر مشتمل ہے۔ یہ پانی کی ترسیل اور لمبائی کے نقطہ نظر سے دنیا کا سب سے بڑا نظامِ آب پاشی تصوّر کیا جاتا ہے۔ اہم ذرائع آب پاشی درج ذیل ہیں:۔

-1 بارش -2 انہار -3 ٹیوب ویل -4 کاریز

-1 بارش (Rainfall)

بارش پانی کی فراہمی کا ایک اہم قدرتی ذریعہ ہے، ہمارے ہاں مون سون کی بارشیں زیادہ مشہور ہیں، پہاڑوں پر ہونے والی بارشوں اور گلیشیئرز پگھلنے سے پانی ندی نالوں کے ذریعے سے دریاؤں میں اکٹھا ہوجاتا ہے اور سارا سال ان کو رواں دواں رکھتا ہے۔ دریاؤں پر ڈیم بنا کر پانی کو جمع کیا جاتا ہے اور بیراجوں سے نہریں نکال کر سارا سال آب پاشی اور صنعت کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

نہری علاقوں کے برعکس بارانی علاقوں کی بہتر پیداوار زیادہ تر بروقت مطلوبہ بارشوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے، لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں توقع سے کہیں کم بارش ہوتی ہے۔ پاکستان کے 90 فی صد حصے میں سالانہ بارش کی اوسط مقدار 200 ملی میٹر سے بھی کم ہے۔ صرف 10 فی صد بالائی پہاڑی علاقہ ایسا ہے جہاں 500 ملی میٹر سے 1000 ملی میٹر تک سالانہ بارش ہوتی ہے۔ یہ بارش بارانی، زرعی اور آب پاشی کی ضروریات کے لیے کم ہے۔ ہمارا لگ بھگ 5 ملین ہیکٹر زرعی رقبہ بارانی کاشت پر مشتمل ہے اور بہتر پیداوار کے لیے بروقت مطلوبہ بارشوں پر انحصار کرتا ہے۔ تربیلا، منگلا اور وارسک ہمارے اہم آب پاشی ڈیم ہیں، جن میں نہ صرف لاکھوں ایکڑ فٹ پانی جمع کیا جاتا ہے بلکہ سستی پن بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے:۔

-2 انہار (Canals)

کارکردگی کے لحاظ سے انہار کی تین اقسام ہیں۔

-i دوامی نہریں (Perennial Canals)

یہ وہ آب پاشی نہریں ہیں جو سارا سال جاری رہتی ہیں اور دریائی پانی کو کھیتوں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ ہیں۔ اپر چناب، لوئر چناب، اپر جہلم، لوئر جہلم، لوئر باری دوآب اور نہر پاکپتن وغیرہ پورا سال بہنے والی اہم دوامی نہریں ہیں۔

ii- غیر دوامی نہریں (Non-Perennial Canals)

ان کو ششماہی نہریں بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ ان میں صرف موسم گرما اور موسم برسات ہی میں پانی چھوڑا جاتا ہے۔ دریائے ستلج پر واقع اسلام بیراج سے نکلنے والی بہاول اور قائم پور نہروں کے علاوہ کوٹری بیراج کی چند انہار اور گدو بیراج کی سب نہریں غیر دوامی (پورا سال نہ بہنے والی نہریں) ہیں۔

iii- سیلابی نہریں (Flood Canals)

موسم گرما اور برسات میں جب دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہو جائے یا دریاؤں میں شدید طغیانی کے وقت پانی خطرے کے نشان تک پہنچ جائے تو بیراج کو نقصان سے بچانے کے لیے ان نہروں میں پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دریائے سندھ اور چناب سے نکلنے والی بہت سی نہروں کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

3- ٹیوب ویل (Tubewell)

نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے زیر زمین پانی سے استفادہ انتہائی ناگزیر ہے۔ اس وقت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ٹیوب ویل نصب ہیں، جن میں سے زیادہ تر ٹیوب ویل صوبہ پنجاب میں ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہمارے قریباً 70 فی صد ٹیوب ویلوں کا پانی فصلوں کے لیے موزوں نہیں کیوں کہ یہ زمینوں میں سیم و تھور پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، لیکن نہری پانی کی کمی کی وجہ سے کاشت کار یہ پانی استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ کاشت کاروں کو نہری پانی کی اہمیت اور افادیت کا احساس کرنا چاہیے اور اسے نہ صرف ضائع ہونے سے بچانا چاہیے، بلکہ کم وسائل سے بہتر استفادہ کے لیے محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاح آب پاشی سے بھر پور تعاون کرنا چاہیے اور ان کے سفارش کردہ جدید طریقوں یعنی سپرنکلر، ڈرپ اریگیشن اور لیزر ٹیکنالوجی وغیرہ کو استعمال کرنا چاہیے۔

4- کاریز (Karez)

اس نظام سے دنیا کے لگ بھگ دو درجن ممالک استفادہ کر رہے ہیں، جن میں چین سے لے کر چلی تک بیشتر ممالک شامل ہیں۔ پاکستان میں یہ نظام صوبہ بلوچستان میں ہے، جہاں علاقے کی مخصوص جغرافیائی صورتِ حال اور نہری پانی کی شدید کمی کی وجہ سے پانی کو زیر زمین نالوں کے ذریعے سے کھیتوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ ان نالوں کو کاریز کہتے ہیں۔ یہ پانی کھیتی باڑی کے علاوہ پینے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کاریزوں کا ذریعہ پہاڑوں سے رِسنے والے چشمے ہیں جو زیادہ تر پشین اور کوئٹہ کے اضلاع میں بنائے گئے ہیں۔

معاہدہ سندھ طاس (Indus Water Treaty)

1948ء میں بھارت نے اُن پاکستانی نہروں کا پانی روک لیا، جن کے سرچشمے بھارت میں واقع تھے۔ ان نہروں میں دریائے راوی سے نکلنے والی اپر باری دوآب (مادھوپور بیراج) اور دریائے ستلج سے نکلنے والی نہر دیپال پور (فیروز پور بیراج) شامل ہیں۔ پاکستان نے یہ مسئلہ عالمی سطح پر اٹھایا، چناں چہ عالمی طاقتوں کی زیرنگرانی پاکستان اور بھارت کے مابین ستمبر 1960ء میں معاہدہ سندھ طاس معرضِ وجود میں آیا جس کی رو سے تین مشرقی دریا، راوی، ستلج اور بیاس بھارت کے حصے میں آئے۔ تین مغربی دریا سندھ، چناب اور جہلم پاکستان کی تحویل میں دے دیے گئے اور ان پر پاکستان کے مکمل حقوق ملکیت تسلیم کر لیے گئے۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے پاکستان کے ساتھ مل کر ایک نیٹ ورک تشکیل دیا گیا، جس کی رُو سے پاکستان کو مالی معاونت کے علاوہ ضروری تکنیکی راہنمائی بھی فراہم کی گئی۔ مشرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل حکمتِ عملی تشکیل دی گئی:

(i) دریائے جہلم پر منگلا اور دریائے سندھ پر تربیلا ڈیم کی تعمیر کے علاوہ 5 لاکھ ایکڑ فٹ پانی چشمہ بیراج پر سٹور کرنا۔

(ii) پرانے بیراجوں کی اصلاح اور مناسب جگہوں پر نئے بیراجوں کو تعمیر کرنا۔

Web version of PCTB Not for Sale

(iii) دریاؤں کو آپس میں جوڑنے کے لیے رابطہ انہار کو تعمیر کرنا۔

ہمارے مشرقی دریا جو معاہدہ سندھ طاس کے تحت اب بھارت کی ملکیت ہیں، بھارت کی تحویل میں آنے سے پہلے ہمارے لگ بھگ 8 ملین ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم کر رہے تھے۔ اگر ہم ان دریاؤں کو پانی فراہم کرنے کے لیے رابطہ انہار کی تعمیر نہ کرتے تو یہ علاقہ نہ صرف بنجر ہو جاتا، بلکہ لوگوں کو پینے کے پانی کے حصول میں بھی مشکل پیش آتی۔

سندھ طاس معاہدہ کے تحت سول ورکس کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پاکستان اس معاہدے کے حوالے سے ہمیشہ مخلص رہا ہے اور کبھی بھی اس کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں ہوا جب کہ بھارت ہمارے دریاؤں کے بالائی حصّہ پر براجمان ہونے کی وجہ سے ہمارے دریاؤں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

دریائے سندھ اور اس کے مشرقی معاون دریاؤں پر قائم بیراج اور انہار
(Barrages and Canals on River Indus and its Eastern Tributaries)

دریائے سندھ اور اس کے مشرقی معاونین پر قائم بیراج اور انہار کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:-

دریائے سندھ پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Indus)

1- جناح بیراج (Jinnah Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے تھل کینال نکال کر میانوالی، بھکر اور لیہ کے اضلاع کی آب پاشی کی جا رہی ہے۔

2- چشمہ بیراج (Chashma Barrage)

دریائے سندھ پر قائم اس بیراج سے ڈیرہ اسماعیل خاں کو پانی فراہم کرنے کے لیے چشمہ رائٹ بینک کینال تعمیر کی گئی ہے، جب کہ بائیں کنارے سے چشمہ جہلم لنک کینال نکالی گئی ہے، جو آگے چل کر گریٹر تھل کینال کو پانی فراہم کرے گی جس سے لیہ، بھکر، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع سیراب ہوں گے۔

3- تونسہ بیراج (Tounsa Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا آخری بیراج ہے یہاں سے ڈیرہ غازی خاں اریگیشن کینال، مظفر گڑھ اریگیشن کینال اور تونسہ پنجند لنک کینال نکالی گئی ہیں۔ آب پاشی انہار ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ اور راجن پور کو پانی فراہم کرتی ہیں۔ کچھی کینال بھی اسی بیراج سے نکالی جا رہی ہے۔

4- گدو بیراج (Guddu Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ بلوچستان کی نصیر آباد ڈویژن اور صوبہ سندھ کے شمالی علاقوں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ رینی کینال بھی اسی بیراج کے بائیں کنارے سے نکالی جا رہی ہے۔

5- سکھر بیراج (Sukkur Barrage)

یہ صوبہ سندھ کا سب سے بڑا بیراج ہے۔ یہاں سے سات آب پاشی انہار نکالی گئی ہیں جو صوبہ سندھ اور بلوچستان کو پانی فراہم کرتی ہیں۔

6- کوٹری بیراج (Kotri Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا آخری بیراج ہے۔ یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ سندھ کے جنوبی علاقوں کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔

Web version of PCTB
Not for sale

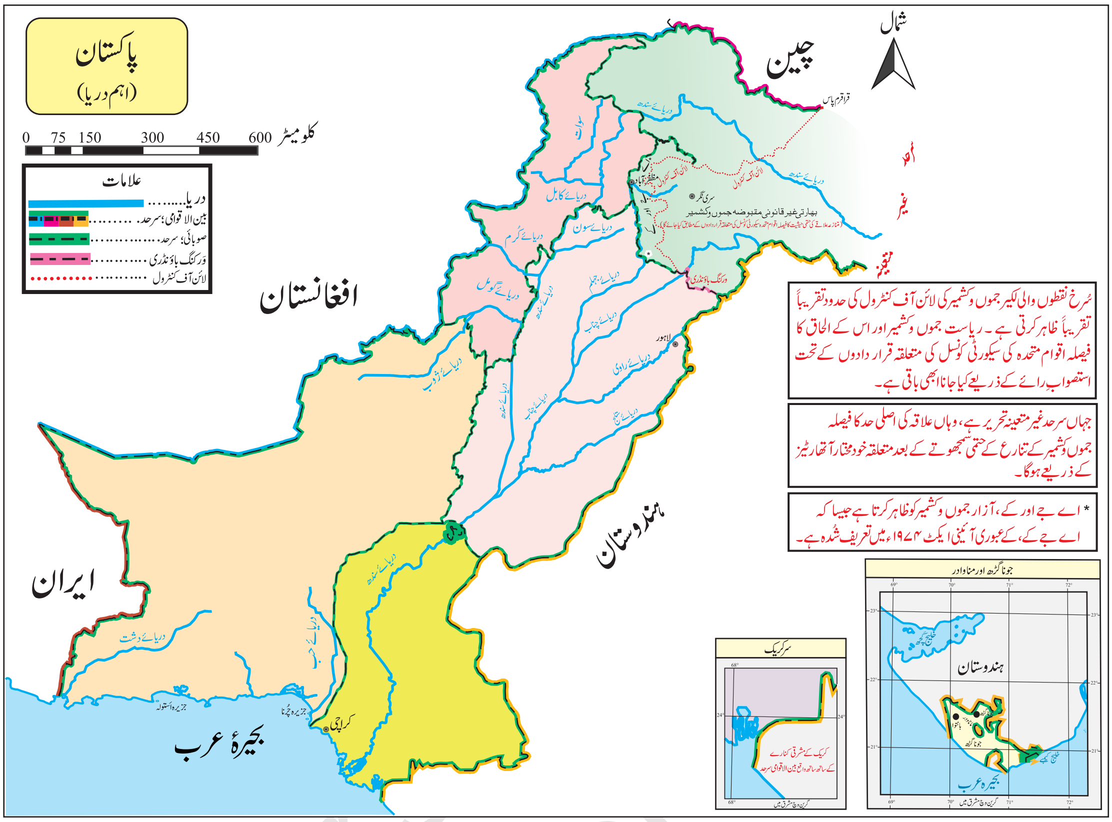

دریائے جہلم پر قائم ڈیم، بیراج اور انہار (Dam, Barrages and Canals on River Jhelum)

1- منگلا ڈیم (Mangla Dam)

منگلا ڈیم سے اَپر جہلم کینال نکال کر ضلع گجرات اور منڈی بہاؤالدین کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔ یہ نہر خانکی بیراج سے رابطے کا کام بھی انجام دیتی ہے۔

2- رسول بیراج (Rasul Barrage)

یہاں سے لوئر جہلم نہر نکال کر منڈی بہاؤالدین، سرگودھا، خوشاب اور چنیوٹ کے اضلاع کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور رسول قادر آباد لِنک کینال بھی نکالی گئی ہے۔

دریائے چناب پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Chenab)

1-مرالہ بیراج (Marala Barrage)

یہ دریائے چناب پر قائم ہونے والا پہلا بیراج ہے۔ یہاں سے اپر چناب کینال نکال کر صوبہ پنجاب کے شمالی اور وسطی اضلاع کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ بی آر بی ڈی لنک کینال (Bambanwala Ravi Bedian Depalpur Link Canal) بھی اسی نہر سے نکالی گئی ہے اور مرالہ راوی لنک کینال بھی اسی بیراج کا حصّہ ہے۔ اپر چناب دریائے چناب کو دریائے راوی سے ملانے کا کام بھی کرتی ہے۔

2-خانکی بیراج (Khanki Barrage)

یہاں سے لوئر چناب کینال نکال کر صوبہ پنجاب کے وسطی علاقوں کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

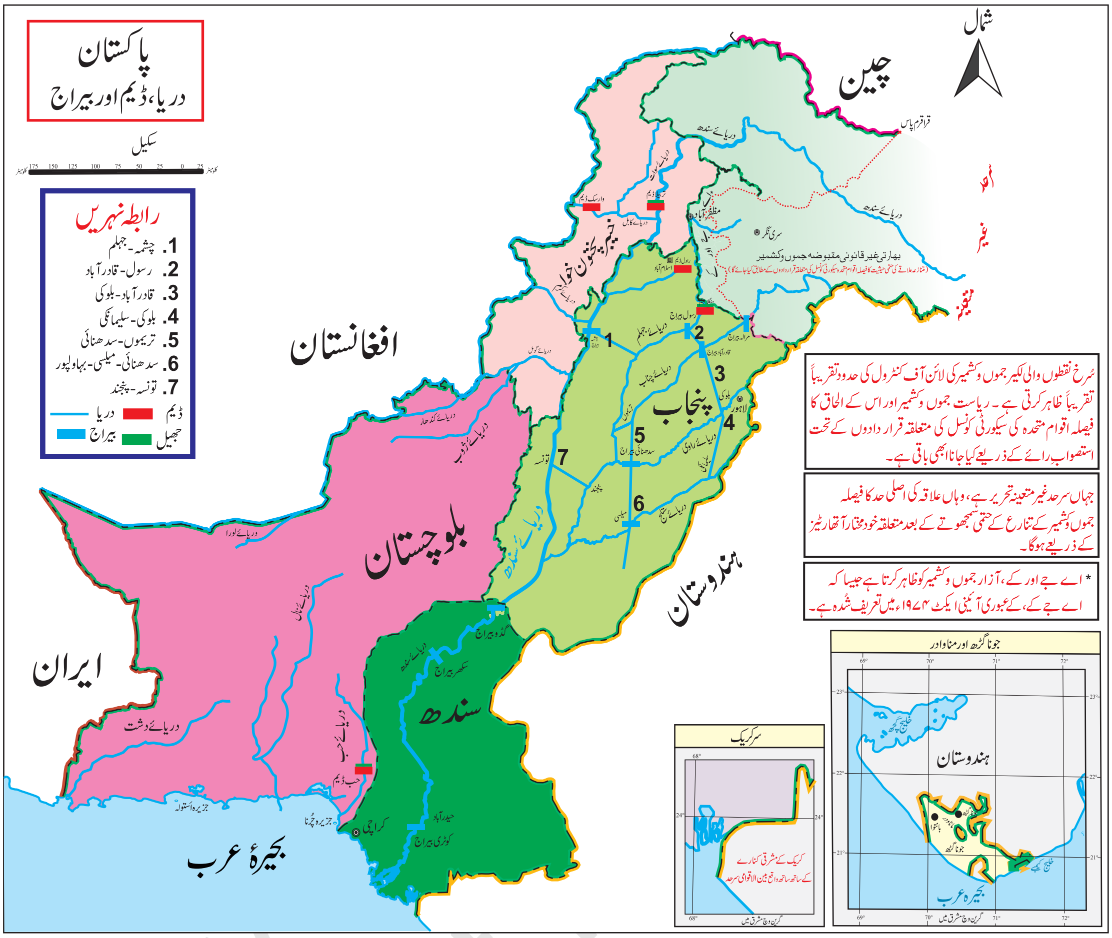

3- قادر آباد بیراج (Qadirabad Barrage)

دریائے چناب پر قائم یہ بیراج رابطہ انہار کے ذریعے سے دریاؤں کو آپس میں ملانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ یہ رسول قادر آباد لنک کینال کے ذریعے سے دریائے جہلم کو چناب سے ملاتا ہے۔ قادر آباد بلوکی لنک کینال کے ذریعے سے دریائے چناب کو راوی سے ملاتا ہے۔

دریائے چناب اور جہلم کے سنگم پر قائم بیراج اور انہار
(Barrages and Canals on Combined River Chenab and Jhelum)

تریموں بیراج (Trimmu Barrage)

دریائے چناب اور جہلم دونوں تریموں کے مقام پر آپس میں مل جاتے ہیں یہاں سے تین نہریں رنگ پور، حویلی اور تریموں سدھنائی لنک کینال نکالی گئی ہیں، جو ضلع جھنگ کو پانی فراہم کرنے کے علاوہ تریموں اور سدھنائی بیراج کو آپس میں ملانے کا فریضہ بھی انجام دیتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پانچ دریا یعنی ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم آپس میں ضم ہوکر پنجند (Panjnad) کے مقام (ضلع مظفر گڑھ) پر پنجند کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پنجند بیراج سے پنجند کینال اور عباسیہ نہر نکال کر جنوبی پنجاب کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ پنجند، کوٹ مٹھن (ضلع راجن پور) کے مقام پر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔

دریائے راوی پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Ravi)

1-بلوکی بیراج (Balloki Barrage)

یہاں سے لوئر باری دوآب نکال کر وسطی اور جنوبی پنجاب کے علاقے سیراب کیے جا رہے ہیں، جب کہ دو رابطہ انہار سلیمانکی بلوکی لنک 1 اور 2 کے ذریعے سے ضلع قصور کو پانی فراہم کرنے کے علاوہ سلیمانکی بیراج سے جوڑا گیا ہے۔

2-سدھنائی بیراج (Sidhnai Barrage)

اس بیراج سے دو انہار نکالی گئی ہیں (i) سدھنائی کینال (ii) سدھنائی میلسی بہاول لنک کینال دونوں انہار سے جنوبی پنجاب کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

دریائے ستلج پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Sutlej)

1-سلیمانکی بیراج (Sulemanki Barrage)

وسطی اور جنوبی پنجاب کو پانی فراہم کرنے کے لیے یہاں سے تین انہار پاکپتن، فورڈواہ اور صادقیہ کینال نکالی گئی ہیں، جب کہ پاکپتن کینال سے اسلام لنک کینال بھی نکالی گئی ہے، جو سلیمانکی بیراج کو اسلام بیراج سے ملاتی ہے۔

2- اسلام بیراج (Islam Barrage)

یہاں سے دو انہار بہاول اور قائم پور کینال نکالی گئی ہیں۔ دونوں انہار جنوبی پنجاب کے علاقوں کو سیراب کرتی ہیں۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> وارسک ڈیم دریائے کابل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ پہور ہائی لیول کینال دریائے سندھ سے نکالی گئی ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا کو پانی فراہم کرتی ہے۔ غازی بروتھا پروجیکٹ کی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 1450 میگا واٹ ہے۔

صوبہ خیبر پختونخوا کے ڈیم، بیراج اور انہار

(Dam, Barrages and Canals of Khyber Pakhtunkhwa)

سوات، چترال، کابل، کُرم، کنہار، ہرو، گومل، ٹوچی، پنجکوڑہ، کنڑ، باڑہ اور ٹانک زم وغیرہ صوبہ خیبر پختونخوا کے اہم دریا ہیں۔

وارسک ڈیم (Warsak Dam)

یہ ڈیم پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں پشاور کے نزدیک دریائے کابل پر بنایا گیا ہے۔ یہاں سے فصلوں کی آب پاشی کے لیے انہار نکالنے کے لیے پن بجلی بھی پیدا کی جارہی ہے۔

خان پور ڈیم (Khanpur Dam)

خان پور ڈیم ایک آبی ذخیرہ ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں دریائے ہرو (Haro River) پر خان پور (ضلع ہری پور) میں واقع ہے۔ یہ اسلام آباد سے تقریباً 40 کلومیٹر دور ہے۔ اس ڈیم سے راولپنڈی اور اسلام آباد کو پینے کا پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ خیبر پختونخوا اور پنجاب کے کچھ علاقوں کو سیراب بھی کرتا ہے۔

ٹانڈا اور چنغوز ڈیم (Tanda and Changhoz Dam)

ٹانڈا ڈیم ایک چھوٹا بند ہے جو ضلع کوہاٹ، پاکستان کے صوبے خیبر پختونخوا میں ٹانڈا جھیل پر واقع ہے۔ چنغوز ڈیم ایک بارانی

ڈیم ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں لتمبر گاؤں (Latambar Village) (ضلع کرک) میں واقع ہے۔ یہ مقامی سطح پر آب پاشی کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ دریائے کُرم پر بنائے گئے باران ڈیم کے مٹی اور ریت سے بھر جانے کی وجہ سے وہاں سے نکلنے والی انہار بھی بند ہو چکی ہیں، جن کی بحالی کے لیے کام جاری ہے۔

صوبہ بلوچستان کے ڈیم، بیراج اور انہار (Dam,Barrages and Canals of Balochistan)

گومل، دشت، ژوب، حب، کیچ اور ہنگول وغیرہ صوبہ بلوچستان کے اہم دریا ہیں۔

حب ڈیم (Hub Dam)

حب ڈیم ایک آبی ذخیرہ ہے جو دریائے حب پر کراچی سے 56 کلومیٹر دور صوبہ سندھ اور بلوچستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہ ڈیم صرف ایک آبی ذخیرہ ہی نہیں، بلکہ ایک بہترین تفریحی مقام بھی ہے۔ اس ڈیم سے ایک نہر نکالی گئی ہے جو آگے جا کر دو حصّوں میں تقسیم ہو جاتی ہے، ایک نہر صوبہ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ کو، جب کہ دوسری کراچی کو پانی فراہم کرتی ہے۔

میرانی ڈیم (Mirani Dam)

میرانی ڈیم بلوچستان کے ضلع کیچ (Kech District) میں تربت (Turbat) سے 43 کلومیٹر دور مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ ڈیم دریائے دشت پر میرانی گورم کے مقام پر بنایا گیا ہے جو ہزاروں ایکڑ اراضی کو سیراب کرتا ہے۔

گلگت بلتستان کے ڈیم، دریا اور انہار (Dam, Rivers and Canals of Gilgit Baltistan)

گلگت بلتستان دریاؤں، ندی نالوں، چشموں اور دنیا کے بڑے گلیشیرز کی سرزمین ہے۔ دریائے سندھ سب سے پہلے گلگت بلتستان میں داخل ہوتا ہے۔ شیوک، شگر، گلگت، استور، ہنزہ اور ہسپر وغیرہ گلگت بلتستان کے اہم دریا ہیں۔ گلگت بلتستان میں ستپارہ ڈیم بہت اہم ہے۔ کھیتوں کو پانی دینے کے لیے یہاں انہار اور کھالوں کا نظام موجود ہے جو دریاؤں اور ندی نالوں سے جُڑے ہوئے ہیں۔

پاکستان کی اہم فصلوں کی پیداوار، تقسیم، مویشی پالنا اور ماہی گیری
(Production, Distribution of Major Crops, Livestock and Fisheries in Pakistan)

پاکستان کی اہم فصلیں (Major Crops of Pakistan)

گندم، گنا، چاول، کپاس اور مکئی ہماری اہم فصلیں ہیں جن پر پاکستان کی معیشت، برآمدات اور زرِ مبادلہ کا بڑا انحصار ہے۔

1۔ گندم (Wheat)

یہ پاکستان کی بڑی اہم غذائی فصل ہے، جو ملک کے چاروں صوبوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں گندم کی سالانہ پیداوار قریباً 25 ملین ٹن ہے۔ سب سے زیادہ گندم بالترتیب صوبہ پنجاب اور سندھ میں کاشت کی جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں ملتان، خانیوال، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خاں، صوبہ سندھ میں سکھر، حیدر آباد، نواب شاہ اور خیر پور، صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، بنوں، چارسدہ

گندم کے کھیت کا منظر

اور مردان جب کہ صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد، خضدار لورالائی اور قلات وغیرہ پاکستان میں گندم کی پیداوار کے اہم علاقے ہیں۔

2۔ چاول (Rice)

چاول کی فصل

چاول پاکستان کی دوسری اہم غذائی فصل ہے جو غذائی ضروریات کے علاوہ زرِمبادلہ کمانے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ 20-2019ء میں چاول کا زیرِ کاشت رقبہ قریباً 3 ملین ہیکٹر تھا، جس سے 74 لاکھ ٹن سے زائد پیداوار حاصل ہوئی، جب کہ فی ہیکٹر پیداوار 2450 کلوگرام سے کم رہی، جو دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ ممالک سے بہت کم ہے۔

پاکستان میں سب سے زیادہ چاول صوبہ پنجاب کے اضلاع گوجرانوالا، حافظ آباد، شیخوپورہ، سیالکوٹ، نارووال، قصور، لاہور اور اوکاڑہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ میں سکھر، لاڑکانہ، گدو اور کوٹری بیراج کے نہری علاقے چاول کی کاشت کے لیے مشہور ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور اور کرم ایجنسی کے علاوہ صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد کے علاقے میں چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

3۔ کپاس (Cotton)

20-2019ء میں پاکستان میں کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 25 لاکھ 27 ہزار ہیکٹر تھا، جس سے پیداوار کا تخمینہ 92 لاکھ گانٹھیں لگایا گیا۔ پاکستان میں کپاس کی کاشت صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاش علاقوں میں ہوتی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اس کی کاشت بہت تھوڑے رقبہ پر ہوتی ہے۔

کپاس کے کھیت

صوبہ پنجاب میں وسطی اور جنوبی پنجاب کا علاقہ کپاس کے لیے بڑا مشہور ہے جب کہ سندھ کے اضلاع حیدر آباد، بدین، سکھر، ٹھٹھہ، نواب شاہ، نوشہرو فیروز، گھوٹکی اور تھرپارکر کپاس کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خاں، جب کہ بلوچستان میں جعفر آباد، نصیر آباد اور قلات ڈویژن کے نہری علاقوں میں کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ ہماری فی ہیکٹر پیداوار لگ بھگ 700 کلوگرام، جب کہ چین اور بھارت کی بالترتیب 1700 اور 1200 کلوگرام ہے، پاکستان کپاس اور اس سے بنی مصنوعات کی برآمد سے ہر سال اربوں روپے کا زرِمبادلہ کماتا ہے۔

4۔ گنا (Sugarcane)

گنے کی فصل

اس سے سفید چینی، گڑ اور شکر تیار کی جاتی ہے۔ پاکستان میں ہر سال اوسطاً ایک ملین ہیکٹر رقبے پر گنا کاشت کیا جاتا ہے۔ اوسطاً مجموعی ملکی پیداوار 71 ملین ٹن اور فی ہیکٹر اوسطاً پیداوار 61 ہزار کلوگرام ہے جو دنیا کے بیشتر ترقی پذیر ممالک کے مقابلہ میں کافی کم ہے۔ صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاشی والے علاقوں کے علاوہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خاں، پشاور، مردان اور چارسدہ میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس وقت گنے کی مجموعی پیداوار طلب کے

Web Version of FCTB Not for Sale

مقابلہ میں کم ہے جس سے ہمیں چینی درآمد کرنا پڑتی ہے۔

5- مکئی (Maize)

مکئی کے کھیت

مکئی خریف کی ایک اہم فصل ہے، جسے غذائی مقاصد اور جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر کوہستان کے دامنی علاقوں، پشاور اور مردان کے میدانی اور پنجاب میں پاکپتن، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خاں اور اوکاڑہ کے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں مکئی کی اوسط سالانہ پیداوار قریباً 6 ملین ٹن ہے۔ اس سے کارن آئل، کسٹرڈ پاؤڈر، پوپ کارن اور جیلی وغیرہ بھی بنائی جاتی ہے۔

مویشی پالنا (Livestock)

لائیوسٹاک ہماری زراعت کا ایسا شعبہ ہے جو ملکی معیشت میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو کاشت کار، غیر کاشت کار، زمین دار اور بے زمین ہر ایک کا مشکل وقت میں سہارا بنتا ہے۔ بالخصوص یہ شعبہ دیہات میں بڑا مقبول ہے اور ان کی آمدنی کا ایک اہم

راجن پور کے بکرے

ساہیوال نسل کی گائے

ذریعہ ہے۔ لائیوسٹاک میں اضافہ کے لیے حکومت متعدد اقدامات کر رہی ہے، جن میں افزائشِ نسل والے جانوروں کی درآمد، موبائل سروس، متعلقہ افراد کی تربیت، لائیوسٹاک، ڈیری کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کا خاتمہ اور اس شعبہ کے لیے بینکوں سے کم مارک اپ پر قرضوں کا حصول وغیرہ شامل ہیں۔

پولٹری (Poultary)

پولٹری

یہ لائیوسٹاک کا ایک اہم امدادی شعبہ ہے۔ گزشتہ چند سال سے اس میں کافی ترقّی ہو رہی ہے۔ اس شعبے سے قریباً 15 لاکھ افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ برائلر گوشت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے نتیجے میں مٹن اور بیف کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ حکومت نے اس شعبے کی ترقّی کے لیے ایک چار سالہ پروگرام ترتیب دیا ہے، جس کے تحت لگ بھگ 33 کروڑ روپے اس پر صَرف کیے جائیں گے۔ حکومت کی طرف سے پولٹری کے شعبے کی ترقّی کے لیے

Web Version of FCTB Not for Sale

آسان شرائط پر قرض دیا جارہا ہے۔ اس سہولت کے تحت پولٹری فارمز (برائلر، لیئر اور ہیچری) کے روزمرّہ کے اخراجات مختلف پولٹری مشینیری و آلات کی خریداری اور موجودہ فارم کی توسیع و تعمیر کے لیے قرض حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ماہی گیری (Fisheries)

سمندر یا دریاؤں کے کناروں پر بسنے والے افراد کی اکثریت ماہی گیری کے شعبے سے وابستہ ہے، جب کہ ماہی پروری، مچھلیوں کی افزائشِ نسل کا مصنوعی طریقہ ہے۔ پاکستان مچھلیوں کی برآمد سے کثیر زرِمبادلہ کما رہا ہے۔ اس کے علاوہ اب کسان بھی مچھلی فارم بنا کر تجارتی بنیادوں پر مچھلی کی افزائش اور فروخت کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ روایتی زراعت سے ہٹ کر زیادہ منافع کما رہے ہیں اور ملک میں گوشت کی پیداوار بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

مچھلی فارم

پاکستان کی قومی آمدنی میں اضافے اور خوراک کی کمی کو پورا کرنے میں ماہی گیری کا کردار بہت اہم ہے۔ یہ مٹن، بیف اور پولٹری پر ہونے والے دباؤ کو کم کرتی ہے۔ سال 20-2019ء میں پاکستان میں مچھلی کی سالانہ پیداوار کا تخمینہ سات لاکھ میٹرک ٹن سے زائد لگایا گیا تھا۔ مچھلی کو انسانی غذا میں بہت اہمیت حاصل ہے، کیوں کہ یہ پروٹین مہیا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

صنعتوں کی اہمیت، ان کا محلِ وقوع، گھریلو، چھوٹی اور بھاری صنعتوں کی پیداوار

(Importance of Industries, their Location and Production of Cottage, Small and Large-scale Industries)

صنعتی ترقّی کا معاشی ترقّی کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیوں کہ معاشی ترقّی صنعتی ترقّی کے بغیر ہرگز مکمل نہیں ہوسکتی۔ صنعتی ترقّی ایک ایسے معاشی اور سماجی عمل کا نام ہے، جس کے ذریعے سے نہ صرف ہمارے فنی معیار میں بہتری آتی ہے، بلکہ اس کا براہِ راست اثر ہماری عادات واطوار، رہن سہن اور ماحول پر بھی پڑتا ہے۔ صنعتی ترقّی سے ہم درج ذیل فوائد حاصل کر سکتے ہیں:-

1- ملک میں معاشی استحکام، قومی اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

2- زرعی شعبہ میں ترقّی ہوتی ہے اور برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔

3- روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور عوام کے معیارِ زندگی میں بہتری آتی ہے۔

4- ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے اور ادائیگیوں کا توازن بہتر ہوتا ہے۔

5- ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھ جاتی ہے اور فنی مہارت کو فروغ ملتا ہے۔

گھریلو صنعت (Cottage Industry)

گھریلو صنعت سے مراد ایک ایسی صنعت ہے جو گھر ہی پر افرادِ خانہ بہت کم سرمایہ لگا کر باہمی تعاون و اشتراک سے چلا رہے ہوں اور اس میں صرف انسانی محنت کا عمل دخل ہو، اگر مشین سے استفادہ مجبوری ہو تو اسے ایک محدود پیمانہ پر ہی کیا جائے۔ اس صنعت کے لیے درکار خام مال، دست کار نہ صرف خود خریدتا ہے، بلکہ اپنی شے کی مارکیٹنگ بھی خود ہی کرتا ہے۔ گھروں میں کپڑوں کی سلائی، کھیس اور

Web version of PCTB
Not for sale

دریاں بنانا، مرغ بانی اور قالین بافی وغیرہ اس کی چند مثالیں ہیں۔ سونے چاندی کا کام، لکڑی کا کام، مٹی کے برتن بنانا، پتھر کا کام، کھلونے بنانا، بلاک پرنٹنگ اور کشیدہ کاری کرنا بھی چھوٹی صنعت کے زمرے میں آتے ہیں۔ جدید صنعت کے موجودہ دور میں بھی چھوٹی صنعت نہ صرف زندہ ہے، بلکہ ترقّی کرتے ہوئے دیہاتوں سے نکل کر شہروں یا قصبوں کا رخ کر رہی ہے، جہاں قدردان اس فن کی زیادہ قیمت لگاتے ہیں بالخصوص غیر ملکی سیاح گھریلو دست کاری میں زیادہ دل چسپی لیتے ہیں۔

کھیس کی بُنائی

بلاک پرنٹنگ

چھوٹی صنعت (Small Industry)

اس سے مراد ایسی صنعت ہے، جس کے لیے کوئی بھاری مشینری درکار نہ ہو۔ چھوٹی صنعتوں میں مرغی خانہ، ڈیری فارمنگ، مچھلی پالنا، پاور لومز، کھیلوں کا سامان تیار کرنا اور آٹے کی مشینیں اور چاول چھڑنے کے شیلر وغیرہ شامل ہیں۔

مرغی خانہ

کھیلوں کے سامان کی تیاری

چھوٹی صنعت کے مسائل (Problems of Small Industry)

اس صنعت کے اہم مسائل درج ذیل ہیں:۔

1- لوگوں کا ان پڑھ یا کم پڑھا لکھا ہونا، جس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ نہ کر سکنا۔

2- مارکیٹ کی طلب کے مطابق اشیا میں جدّت کا نہ ہونا اور ان کے معیار میں کمی ہونا۔

3- بڑی صنعتوں سے مقابلہ اور منڈیوں تک رسائی میں مشکلات۔

4- بجلی، گیس اور توانائی کے دوسرے وسائل کے حصول میں مشکلات۔

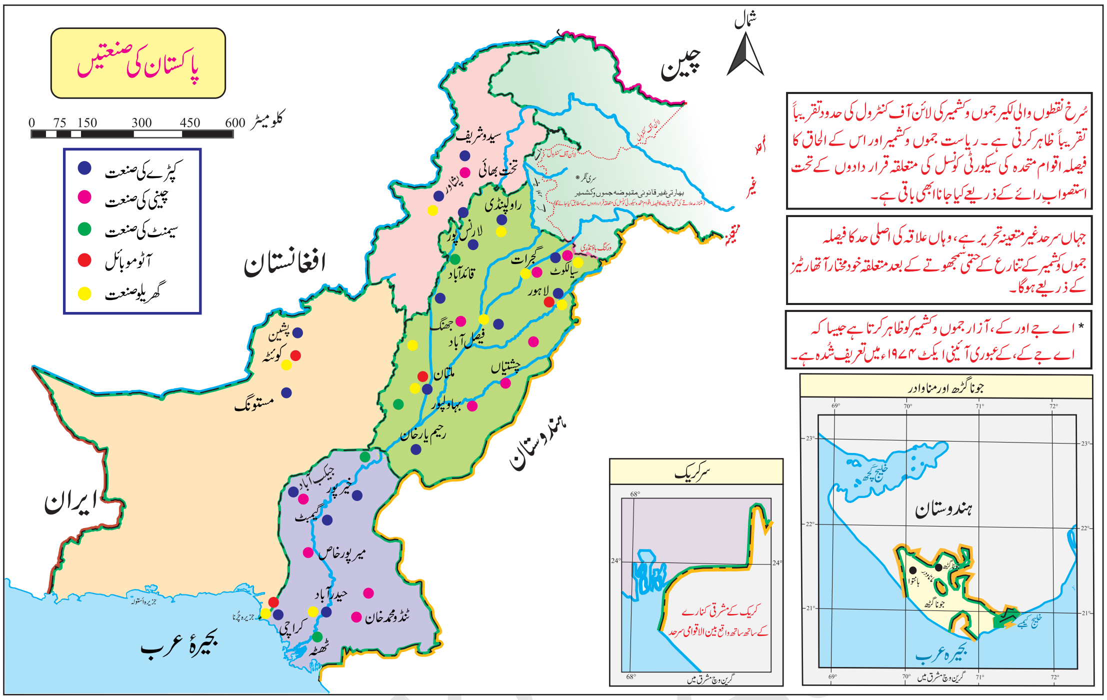

5- بینک سے قرض کے حصول اور بیرونِ ملک فنی سہولتوں کے حصول میں دُشواری۔

6- اپنی اشیا یا مصنوعات کی مناسب مارکیٹنگ نہ کرسکنا۔

چھوٹی صنعت کے مسائل حل کرنے کے لیے سمال انڈسٹریز کارپوریشن قائم ہے، جس کا مقصد چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قرضہ جات اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کی معاشی ترقّی کے لیے چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کے معیار کو بلند کیا جائے۔

بڑے پیمانے کی صنعتیں (Large Scale Industries)

بڑے پیمانے کی پیداواری صنعتوں میں ٹیکسٹائل، ادویات، سیمنٹ، سگریٹ، ایئر کنڈیشنرز، بسیں، کاریں، پٹرولیم اور اس سے متعلقہ اشیا پیدا کرنے والی صنعتیں، آٹوموبائل، کیمیائی کھادیں تیار کرنے کی صنعتیں، موبائل فون اور موٹر سائیکل بنانے کی صنعت، ٹی وی، چینی اور کوکنگ آئل وغیرہ بنانے کی صنعتیں شامل ہیں۔

ٹیکسٹائل ہماری سب سے بڑی صنعت ہے اور ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ مینوفیکچرنگ (اشیا تیار کرنا) کے حصّے کا 46 فی صد فراہم کرنے کے علاوہ 38 فی صد افرادی قوت کو روزگار بھی فراہم کر رہا ہے۔ حکومت کو بڑی صنعت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے، کیوں کہ اس میں زراعت کے برعکس کم اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ ماضی میں بجلی اور گیس کی قلت اور کرونا یعنی کووڈ-19 (COVID-19) کی وجہ سے صنعتوں کو مشکلات کا سامنا رہا ہے، لیکن اس وقت بجلی کی فراہمی میں بہتری کی وجہ سے صنعتوں کی بحالی کا عمل شروع ہو چکا ہے جو بتدریج اپنی پوری صلاحیت پر چلنے لگیں گی۔ اس عمل سے بے روزگاری میں کمی اور ملکی معاشی ترقّی میں اضافہ ہوگا۔

دفاعی صنعت کی ترقّی ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دفاعی صنعت کی ترقّی سے معاشی سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے اور ہزاروں افراد کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔ دفاعی ساز و سامان کی درآمد میں کمی سے زرِ مبادلہ کی بچت ہوتی ہے اور ملک

سیمنٹ کا پلانٹ

چینی کا کارخانہ

کے زرِ مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے اندرون ملک ملکی کرنسی کی شرح مبادلہ بہتر ہوتی ہے۔

پاکستان کی دفاعی صنعت بڑی پرانی اور اہم ہے۔ یہ ملکی ضروریات کے مطابق اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر دفاعی سامان تیار کرتی ہے۔ اس میں ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا (Heavy Mechnical Complex Texla)، پاکستان آرڈیننس فیکٹریز واہ کینٹ (Pakistan Ordinance Factories Wah Cantt) اور ہیوی انڈسٹریز ٹیکسلا (Heavy Industries Texla) وغیرہ شامل ہیں۔

Web version of PCTB Not for Sale

پاکستان میں توانائی کے مختلف وسائل کی اہمیت، پیداوار اور کھپت

(Importance, Production and Consumption of different sources of energy in Pakistan)

توانائی، معاشی ترقّی کے لیے بنیادی عنصر کے طور پر کام کرتی ہے۔ ایک ایسے ترقّی پذیر ملک کے لیے جس کی آبادی کی شرحِ افزائش بہت زیادہ ہو، ضروری ہے کہ وہ اپنے توانائی کے وسائل کی پیداوار اور ملکی ضروریات کے مابین توازن رکھے، کیوں کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ بے پناہ مسائل سے دوچار ہو سکتا ہے۔ وسائل توانائی کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

1- بجلی　2- گیس　3- معدنی تیل　4- کوئلہ

1- بجلی (Electricity)

بجلی توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو صنعتی اور گھریلو ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ مختلف ذرائع سے بجلی کی پیداوار (فی صد) کو درج ذیل گوشوارے سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

پن بجلی	30.9 فی صد
تھرمل بجلی	58.4 فی صد
ایٹمی بجلی	8.2 فی صد
دوسرے ذرائع (شمسی اور ہوائی بجلی وغیرہ)	2.4 فی صد
کل	100 فی صد

پاکستان میں بجلی کی صورتِ حال میں کافی بہتری آئی ہے۔ حکومت نے بند انڈسٹری کو کھولنے کی طرف بھرپور توجہ دی ہے، جس سے

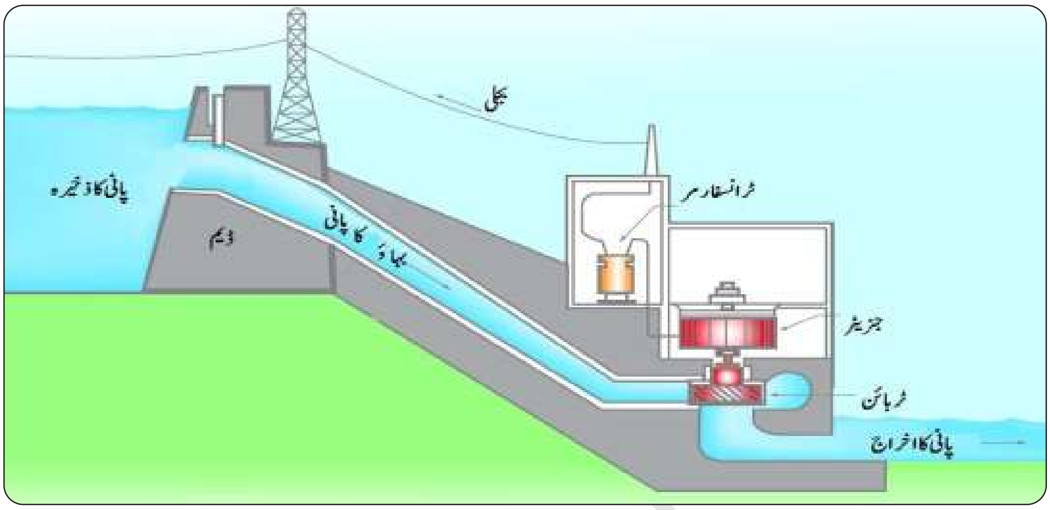

ڈیم سے بجلی حاصل کرنے کا طریقہ

Web version only
Not for sale

انڈسٹری کی رونقیں پھر سے بحال ہونا شروع ہوگئی ہیں۔اس وقت بجلی کے شعبے کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

- بجلی کے نصب پلانٹ کی پیداواری صلاحیت کے مطابق بجلی پیدا نہیں کی جارہی ہے اور جتنی بجلی پیدا ہورہی ہے وہ بھی بجلی کے خراب اور پرانے ترسیلی نظام کی نذر ہوکر کافی حد تک ضائع ہورہی ہے۔
- ہائیڈل پاور (آبی بجلی) پانی کی مرہونِ منت ہوتی ہے جو ڈیموں میں پانی کی کمی بیشی سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ چناں چہ ڈیموں میں پانی کی شدید کمی کی بنا پر پیداواری صلاحیت سے کہیں کم پن بجلی پیدا ہورہی ہے۔
فرنس آئل مہنگا ہونے کی وجہ سے بجلی مہنگی تیار ہورہی ہے۔
- گذشتہ عشرے میں ملک میں بھاری سرمایہ کاری کی وجہ سے صنعتی یونٹوں میں کافی اضافہ ہوگیا،لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار نہ بڑھائی جاسکی۔
- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بجلی کا استعمال زیادہ تیزی سے بڑھتا جارہا ہے،لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار میں اسی شرح سے اضافہ نہیں ہورہا۔
- حکومت آزاد پرائیویٹ اداروں (IPP's) سے بجلی خریدتی ہے، جو ہائیڈل پاور کی نسبت مہنگی پڑتی ہے۔حکومت کو زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔موجودہ حکومت نے مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر ان خودمختار اداروں سے کامیاب مذاکرات کیے، جن کے مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں۔
- لائن لاسز (Line Losses)،انفراسٹرکچر کے نقائص اور چوری ہونے کی وجہ سے بھی کافی بجلی ضائع ہوجاتی ہے۔

بجلی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے تجاویز (Suggestions to Solve Electricity Problem)

- پن بجلی (Hydel Power) کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بالخصوص کوئلے سے بھی بجلی پیدا کی جائے، کیوں کہ یہ ہمارے پاس لگ بھگ 185 بلین ٹن کی شکل میں موجود ہے۔اس شعبے سے وابستہ کچھ ماہرین کے مطابق ان ذخائر سے 50 ہزار میگا واٹ سالانہ تک بجلی پیدا کی جاسکتی ہے جو اگلے لگ بھگ 500 سال تک ہماری صنعتی اور گھریلو ضروریات پوری کرسکتی ہے۔مزید برآں ہم زائد بجلی ہمسایہ ممالک کو برآمد کرکے کثیر زرِ مبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔

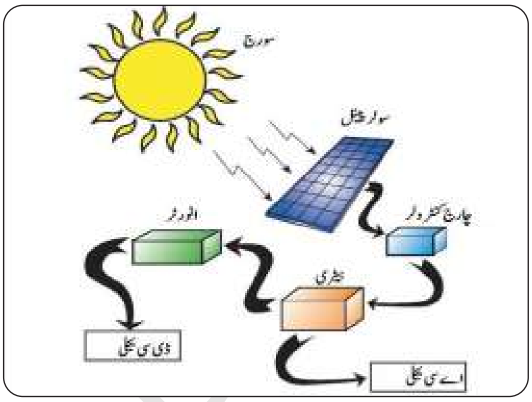

شمسی بجلی حاصل کرنے کا طریقہ

ونڈمل

- کوئلے کے علاوہ ہوا (Wind) اور سورج سے بھی بجلی (Solar Energy) پیدا کی جا رہی ہے اور حکومت بھی ان ذرائع سے بجلی کے حصول کے لیے پوری طرح سرگرمِ عمل ہے۔ موجودہ دور میں بجلی کے ان ذرائع کی استعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔
- بائیوگیس اور بائیوفیول کو استعمال کر کے بھی بجلی کی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ شہروں کا کوڑا کرکٹ اور زرعی فالتو مواد کو بروئے کار لا کر 5 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔
- دفاتر میں ایئرکنڈیشنرز (Air Conditioner) پر مخصوص اوقات میں پابندی لگا کر بجلی کی صورتِ حال بہتر بنائی جاسکتی ہے۔
- گھریلو اور کمرشل استعمالات کے لیے ہر قسم کے بلب اور ٹیوب لائٹس کے استعمال پر پابندی لگا کر اور اس کی جگہ وافر مقدار میں سستے انرجی سیور (Energy Saver) اور ایل ای ڈی (LED) بلب کی مدد سے بھی بجلی بچائی جاسکتی ہے۔
- شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے مقررہ اوقات پر سختی سے عمل کروا کر صورتِ حال میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔
- الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ''بجلی بچاؤ'' مہم چلا کر بجلی کے ضیاع میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

2- گیس (Gas)

قدرتی گیس ایک صاف شفاف ماحول دوست اور مستعد انرجی کا ذریعہ ہے۔ پاکستان میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ 1952ء میں سوئی (بلوچستان) کے مقام پر دریافت ہوا، تاہم گیس کے ذخائر ملک میں وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں۔ زیریں سندھ، بلوچستان، سطح مرتفع پوٹھوار اور کوہستان نمک کے علاقوں سے بھی گیس دریافت ہوئی ہے۔ سوئی، ماڑی اور قادر پور کے قدرتی گیس کے ذخائر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں قدرتی گیس کی اوسط روزانہ پیداوار چار بلین مکعب فٹ سے زائد ہے۔ اس سے قریباً 38 فی صد سے زائد ملکی توانائی کی ضروریات پوری کی جا رہی ہیں۔ قدرتی گیس، توانائی کا نہایت ارزاں اور صاف ستھرا ذریعہ ہے جو کوئلے اور معدنی تیل کا بہترین نعم البدل ہے۔ قدرتی گیس گھریلو استعمال کے علاوہ کھاد، ریان، پلاسٹک اور بہت ساری دوسری صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ گیس کی سب سے زیادہ کھپت تھرمل بجلی پیدا کرنے اور گھریلو استعمال میں ہے، جب کہ کھاد بنانے اور دوسری صنعت میں بھی ایک تہائی سے زائد گیس صرف ہوجاتی ہے۔

گیس کی طلب میں تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے حکومت لوڈ شیڈنگ پر مجبور ہے۔ وزارت پٹرولیم کے مطابق گیس کی طلب میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ گیس کی درآمد کو کم کرنے کے لیے شیل گیس (Shale Gas) کے ذخائر کو قابلِ استعمال بنانے کی

ضرورت ہے۔ اگر ہم نے گیس کی فراہمی کو بہتر نہ بنایا اور اسے سوچ سمجھ کر استعمال نہ کیا تو بجلی کی طرح گیس کے سلسلے میں بھی بہت بڑے بحران کا شکار ہو سکتے ہیں۔ چناں چہ حکومت معاملے کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے کئی تجاویز پر بھی غور کر رہی ہے جن سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی گیس کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان میں تیل اور گیس تلاش کرنے کے لیے 1961ء میں ''آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کمپنی لمیٹڈ'' (OGDCL) کا ادارہ قائم ہوا۔

3- معدنی تیل (Mineral Oil)

معدنی تیل توانائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ معدنی تیل کی دریافت 1968ء میں ہوئی۔ زیریں سندھ، کوہستان نمک، پوٹھوار اور کوہ سلیمان کا دامنی علاقہ معدنی تیل کی پیداوار کے لیے بڑا اہم ہے۔ معدنی تیل کی طلب میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں معدنی تیل کا سالانہ استعمال لگ بھگ 20 ملین ٹن ہے جس میں سے 8 ملین ٹن ہر سال باہر سے درآمد کرتے ہیں جب کہ باقی ضروریات اندرون ملک پیداوار سے پوری کرتے ہیں۔ چناں چہ طلب اور رسد کے فرق کو پورا کرنے کے لیے تیل درآمد کرنا پڑتا ہے جس پر بہت سا زرمبادلہ صرف کرنا پڑتا ہے، لہٰذا معدنی تیل کے علاوہ ایتھنال (Athanol) کی پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی طلب میں اضافے کی بنیادی وجہ فرنس آئل سے بجلی بنانا ہے، جس میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملکی توانائی کی قریباً 40 فی صد ضروریات معدنی تیل سے پوری ہوتی ہیں۔

4- کوئلہ (Coal)

عالمی سطح پر پٹرول اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں تیزی کا رجحان ہے، جس سے دنیا توانائی کے دوسرے طریقے ڈھونڈنے پر مجبور ہے، کوئلہ ان میں سے ایک ہے۔ اس وقت دنیا میں لگ بھگ 28 فی صد توانائی کوئلے سے حاصل کی جا رہی ہے۔ پاکستان میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں، لیکن ان سے بہت کم استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تھر کوئلے کے ذخائر سے استفادے کے لیے بہت سے منصوبے کام کر رہے ہیں لیکن ان منصوبوں کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کی بین الاقوامی تجارت (درآمدات، برآمدات) اور معیشت پر اثرات

International trade of Pakistan(imports and exports) and its impact on the economy

پاکستان دنیا کے جس خطے میں واقع ہے، اس کی تجارتی نقطۂ نگاہ سے بڑی اہمیت ہے۔ پاکستان سمندری، ہوائی اور زمینی راستوں کا مرکز ہے۔ اس کے شمال مشرق میں چین اور مشرق میں بھارت ہے جو مستقبل کی تجارت میں بہت بڑا حصّہ رکھتے ہیں۔ شمال میں روس اور وسط ایشائی ریاستیں ہیں جب کہ شمال مغرب میں مسلم دنیا ہے جو تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ روس گرم پانیوں تک رسائی کے لیے پاکستان کا محتاج ہے۔ مسلم دنیا کی جنوبی ایشیا اور آسٹریلیا سے تجارت پاکستان کے ذریعے ہی سے ممکن ہے، کیوں کہ پاکستان ان ممالک کے وسط میں ہے۔ چین، وسطی ایشیا اور مشرقِ وسطٰی کے ممالک تک آسان رسائی پاکستان کے ذریعے ہی سے ممکن ہے، کیوں کہ کراچی کی بندرگاہ، کاروباری سرگرمیوں کا اہم مرکز ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ترقّی کے موجودہ دور میں کوئی ملک بھی بین الاقوامی تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ چیزیں اس کو دوسرے ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں اور کچھ چیزیں دوسرے ممالک کو بیچنا پڑتی ہیں، جس کو بالترتیب درآمدات (Imports) اور برآمدات (Exports) کہتے ہیں۔

Web version of PCTB Not for Sale

پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan)

پاکستان کی اہم درآمدات میں پٹرولیم مصنوعات، مشینری، الیکٹرانک اشیا، ادویات، کاریں، فریج، ایئر کنڈیشنر، چائے، کھانے کا تیل اور خشک دودھ وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات کا تقریباً 30 فی صد چھے ممالک سے آتا ہے جن میں امریکا، برطانیہ، جاپان، جرمنی، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات میں بڑھتے ہوئے رجحان کی بڑی وجہ ٹیکنالوجی کی کمی ہے۔ ٹیکنالوجی کی کمی کی وجہ سے ہم مشینری، الیکٹرونکس اشیا اور کاریں وغیرہ خود نہیں بنا سکتے۔ قیمتی زرِمبادلہ خرچ کر کے ہمیں یہ اشیا درآمد کرنی پڑتی ہیں جو ملک کی معیشت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan)

پاکستان کی اہم برآمدات میں ٹیکسٹائل کی مصنوعات، چاول، سبزیاں، پھل، سیمنٹ، سرجری کا سامان، کھیلوں کا سامان، ریڈی میڈ گارمنٹس، چمڑے کی مصنوعات، جیولری اور کیمیکل شامل ہیں۔ پاکستان کی برآمدات کا بڑا حصّہ پانچ ممالک کو جاتا ہے جن میں امریکا، متحدہ عرب امارات، جرمنی، برطانیہ اور ہانگ کانگ شامل ہیں۔

برآمدات میں اضافے کے لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ جہاں ایک طرف نئی منڈیاں تلاش کی جائیں، وہاں اشیا کی کوالٹی، پیکنگ اور گریڈنگ کو بھی بہتر بنایا جائے۔ بند صنعتی یونٹوں کو کھولنے کے لیے انرجی کی صورتِ حال کو بہتر بنایا جائے۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے بہتر اشیا تیار کی جائیں جو انٹرنیشنل مارکیٹ میں مسابقت (Compete) کر سکیں۔

تجارتی خسارہ (Trade Deficit)

اگر کسی ملک کی برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہوں تو وہ ملک تجارتی خسارے کی زد میں آ جائے گا، اگر یہ خسارہ ہر سال بڑھتا جائے تو ایسے ملک کے لیے لمحۂ فکریہ ہوگا۔ ترقّی پذیر ممالک کی اکثریت خسارہ میں رہتی ہے، کیوں کہ یہ اپنی اشیا سستی بیچتے ہیں اور ضرورت کی اشیا مہنگی خریدتے ہیں۔ پاکستان بھی ایسے ممالک کی صف میں شامل ہے جو تجارت میں عدمِ توازن کا شکار ہیں۔ ہمارا تجارتی خسارہ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ تجارتی خسارہ بڑھنے کی اہم وجوہات یہ ہیں:

- ملکی درآمدات کے مقابلے میں برآمدات میں بہت زیادہ کمی۔
- درآمدی قیمتوں کے مقابلے میں برآمدی قیمتوں کا کم ہونا۔
- امریکی ڈالر کے مقابلے میں ملکی کرنسی کی قیمت کا کم ہونا۔
- کووڈ-19 (COVID-19) کے پوری دنیا پر اور بالخصوص ترقّی پذیر ممالک پر برے اثرات۔

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے اقدامات (Measures to Reduce Trade Deficit)

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے کی ضرورت ہے:۔

- درآمدات میں کمی کرنا اور روپے کی قیمت کو مستحکم رکھنا۔
- برآمدات میں اضافہ کرنا اور خام مال کے بجائے اشیا تیار کر کے باہر بھیجنا۔
- نئی سے نئی منڈیاں تلاش کرنا، اشیا کی کوالٹی، پیکنگ، گریڈنگ اور ترسیل کو بہتر بنانا۔
- توانائی کی کم قیمت پر اور مسلسل فراہمی۔
- تجارت کے حجم میں اضافہ کرنا اور غیر روایتی اشیا کی برآمد کی حوصلہ افزائی کرنا۔

Web version of PCTB Not for Sale

پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت
(Importance of Sea Ports and Dry Ports of Pakistan)

پاکستان کی بندرگاہوں اور خشک گودیوں کی اہمیت ذیل میں بیان کی گئی ہے:۔

پاکستان کی بندرگاہیں(Sea Ports of Pakistan)

پاکستان میں اس وقت تین بندرگاہیں کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر بڑی اہم ہیں۔

-1 پاکستان کو تجارتی نقطۂ نگاہ سے بین الاقوامی سطح پر مرکزی حیثیت (Hub) حاصل ہوگئی ہے، کیوں کہ یہ بندرگاہیں تجارتی سرگرمیوں کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔
-2 دوسرے ذرائع سے جو ساز و سامان برآمد اور درآمد کرنا مشکل ہے، وہ بندرگاہوں کی وجہ سے آسان ہوگیا ہے۔
-3 بندرگاہیں تجارتی سرگرمیاں بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔
-4 بندرگاہیں ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔
-5 بندرگاہیں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔
-6 بندرگاہوں کی وجہ سے بیرونی دنیا سے تجارتی روابط میں اضافہ ہوجاتا ہے۔
-7 بندرگاہیں ملکی مالیات میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔
-8 بندرگاہیں سرمایہ کاری بڑھانے کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔

کراچی بندرگاہ (Karachi Port)

یہ پاکستان کی اہم ترین اور سب سے پرانی بندرگاہ ہے، جس کا عرصہ قیام ڈیڑھ سو سال سے بھی پرانا ہے۔ 1852ء میں کراچی میونسپلٹی نے باقاعدہ طور پر اس کی بنیاد رکھی۔ ابتدا میں اس کا دائرہ کار محدود تھا، جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ کراچی بندرگاہ کا شمار دنیا کی اہم بندرگاہوں میں کیا جاتا ہے، جہاں مال اُتارنے اور لوڈ کرنے کی جدید سہولتیں موجود ہیں اور جدید انٹرنیشنل کنٹینر ٹرمینل (International Container Terminal) بھی تعمیر کیے گئے ہیں، جو جدید ترین دیوہیکل کنٹینر کرینوں سے لیس ہیں۔ حکومت اسے مزید وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

محمد بن قاسم بندرگاہ، کراچی (Muhammad Bin Qasim Port)

یہ پاکستان کی دوسری اہم بڑی بندرگاہ ہے جو پاکستان اسٹیل ملز کے نزدیک ہی بنائی گئی ہے، تاکہ سٹیل ملز کی ضروریات کی تکمیل میں آسانی رہے۔ بن قاسم بندرگاہ پر خام لوہے اور کوئلے کے لیے خاص ٹرمینل تعمیر کیے گئے ہیں جو سٹیل مل کی خاطر بنائے گئے ہیں، جہاں بیرونی ممالک سے سٹیل مل کے لیے آنے والا خام لوہا اور کوئلہ اُتارا جاتا ہے۔

پورٹ بن قاسم ملک کی 40 فی صد جہاز رانی کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ ٹرمینل پر یومیہ 70 ٹن کوئلہ فی گھنٹا اور اتنا ہی خام لوہا اُتارنے کی گنجائش موجود ہے۔ یہاں کنٹینر (Container) اور آئل ٹرمینل (Oil Terminal) کے ساتھ ساتھ کئی دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں۔

Web version of PCTB Not for Sale

گوادر بندرگاہ، بلوچستان (Gawadar Port)

گوادر بندرگاہ

گوادر بندرگاہ (Gawadar Port) پاکستان کے صوبے بلوچستان کے شہر گوادر میں بحیرہ عرب پر واقع ایک گہرے سمندر کی بندرگاہ ہے۔ اس اہم بندرگاہ کا افتتاح 20 مارچ 2007ء کو ہوا۔ یہ بندرگاہ مشرقی اور وسط ایشیائی ریاستوں کے لیے سمندری رابطے کا بڑا آسان ذریعہ ہے۔

اس پورٹ کے ذریعے سے یوریا کھاد، گندم اور کوئلہ اور دیگر اشیا کی تجارت شروع ہوگئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں چین پاکستان راہ داری کے تحت شروع ہونے والے منصوبوں کی تکمیل سے گوادر کی بندرگاہ کو دنیا بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے گی، جس سے پاکستان کی معاشی حالت میں بہتری آئے گی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گوادر بندرگاہ کا علاقہ پاکستان نے ملک اومان سے 1958ء میں 3 لاکھ ڈالر کے عوض خریدا تھا۔

پاکستان کی خشک گودیاں (Dry Ports of Pakistan)

ملتان ڈرائی پورٹ

پاکستان میں سمندری بندرگاہوں کے علاوہ کئی خشک گودیاں (Dry Ports) بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ لاہور، کراچی، سیالکوٹ، پشاور، ملتان، کوئٹہ، سوات، سمبڑیال، فیصل آباد اور کوئٹہ وغیرہ میں بنائی گئی ہیں۔

ان خشک گودیوں کے بنانے سے روزگار میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ بندرگاہوں پر بوجھ میں کمی آجاتی ہے۔ سامان کی ترسیل اور نقل وحمل میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں کمی آجاتی ہے اور تجارتی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:۔

(i) اسلام بیراج تعمیر کیا گیا:

(الف) دریائے سندھ پر (ب) دریائے چناب پر
(ج) دریائے راوی پر (د) دریائے ستلج پر

(ii) کراچی بندرگاہ کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) 1832ء میں (ب) 1842ء میں
(ج) 1852ء میں (د) 1862ء میں

(iii) معاشی ترقّی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں شروع کیا گیا:

(الف) دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (ب) تیسرا پانچ سالہ منصوبہ
(ج) چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (د) پانچواں پانچ سالہ منصوبہ

(iv) پاکستان میں خوردنی نمک کے وسیع ذخائر ہیں:

(الف) خاران میں (ب) سینڈک میں
(ج) کوہستانِ نمک میں (د) لنگڑیال میں

(v) آب پاشی کے کفایتی اور جدید طریقے ہیں:

(الف) روایتی کھالوں سے آب پاشی (ب) پختہ کھالوں سے آب پاشی
(ج) فصلوں کی پٹڑی پر کاشت (د) سپرنکلر اور ڈرپ سے آب پاشی

-2 درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیں:۔

(i) معاشی ترقّی کی تعریف کریں۔
(ii) پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے کم ہونے کی اہم وجہ کیا ہے؟
(iii) افرادی قوت سے کیا مراد ہے۔ اس میں کون سے لوگ شامل ہوتے ہیں؟
(iv) دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟
(v) پاکستان کی پانچ رابطہ انہار کے نام لکھیں۔

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:۔

(i) ساتویں عشرے 2008ء سے 2018ء تک معاشی ترقّی کا جائزہ پیش کریں۔

Web version of PCTB
Not for Sale

(ii) دریائے سندھ پر قائم ڈیموں، بیراجوں اور انہار کی تفصیل بیان کریں۔

(iii) پاکستان کی اہم معدنیات بیان کریں۔

(iv) ملکی زراعت کو درپیش مسائل اور ان کے حل پر بحث کریں۔

(v) فصلوں کی پیداوار میں اضافے سے معیشت پر ہونے والے مثبت اثرات کا جائزہ لیں۔

(vi) پاکستان کے تجارتی خسارہ میں اضافے کی اہم وجوہات کا جائزہ لیں اور اس کو کم کرنے کے حوالے سے اقدامات بیان کریں۔

(vii) پاکستان میں چھوٹی صنعت کو فروغ دے کر غربت میں کیسے کمی لائی جاسکتی ہے؟

(viii) توانائی کے وسائل کو بڑھانے کے لیے تجاویز پیش کریں۔

(ix) بین الاقوامی تجارت کے لیے پاکستان کی بندرگاہیں اور خشک گودیاں کیوں ضروری ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

(i) اپنے ٹیچر کی مدد سے ڈیم کی اہمیت پر ایک پیراگراف لکھیں۔

(ii) اپنے نزدیکی بازار میں ایک گراسری سٹور پر جائیں اور وہاں موجود دس ملکی اور دس غیر ملکی اشیا کی فہرست بنائیں اور یہ فہرست اپنی جماعت کے طلبہ کو دکھائیں اور اس پر تبادلۂ خیال بھی کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

(i) طلبہ کو اپنے قریب کسی صنعتی یونٹ کا مطالعاتی دورہ کرائیں اور پیداواری عمل دکھائیں۔

(ii) پاکستان میں توانائی کے وسائل کی اہمیت اور فوائد سے طلبہ کو روشناس کرائیں۔

Web version of PCTB
Not for Sale